بسم اللہ الرحمن الرحیم

رہنمائے نظامت وخطابت

تالیف

نعمت اللہ حمیدی بستوی

ممتاز احمد بستوی

ناشر

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

تفصیلات

نام کتاب	رہنمائے نظامت وخطابت
تالیف	نعمت اللہ حمیدی، ممتاز احمد بستوی
ناشر	مدرسہ مفتاح العلوم کنور بلگام کرناٹک
باہتمام	سراج احمد حمیدی بستوی
کتابت	ممتاز احمد بستوی نعمت اللہ حمیدی
طباعت	باراول ایکہزار
صفحات	۱۰۰
قیمت	

فہرست عنوانات

صفحہ نمبر

انتساب

- اپنے مشفق نانا مربی محترم، مرشد دوراں، نائب صدر جمعیۃ علماء اتر پردیش و جمعیۃ علماء ضلع بستی کے سالار کارواں حضرت مولانا الحاج عبدالحمید صاحب مدظلہ العالی کے نام ـــــ جنکی پیہم کاوشوں اور مخلصانہ تربیت نے شعور و ادراک بخشا۔

- قبلہ گرامی استاذ محترم جناب مولانا، حافظ، ولی اللہ صاحب ولی قاسمی بستوی "سابق استاذ مرکز اسلامی مدرسہ عربیہ تعلیم الدین ادبخپہر بستی" کے نام ـــــ جن کے سایۂ شفقت و عاطفت میں پروان چڑھا۔

نعمت اللہ حمیدی

ممتاز احمد بستوی

تقریظ

حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مرتب فتاویٰ دار العلوم دیوبند

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین
وآلہ وصحبہ اجمعین

یہ دیکھ کر دلی مسرت ہوئی کہ ہمارے نوجوان طلبہ میں لکھنے پڑھنے کا ذوق و شوق پیدا ہو رہا ہے اور وہ ماشاء اللہ تقریریں اور دوسری چیزیں لکھ کر شائع کر رہے ہیں اور عوام و خواص ان کتابچوں اور رسالوں کو پڑھکر خوش ہوتے ہیں اور ان کے دلوں سے علمی کام کرنیوالوں کیلئے دعائیں نکلتی ہیں اور انکی حوصلہ افزائی کو اپنا فریضہ جانتے ہیں۔

اس وقت خاکسار کے سامنے عزیزم مولوی نعمت اللہ حمیدی بستوی و مولوی ممتاز احمد بستوی سلمہما کی ایک نئی کتاب "رہنمائے نظامت و خطابت" ہے۔ جس کا میں نے سرسری طور پر مطالعہ کیا۔ آپ یقین کریں اس سے میرا دل خوش ہوا اور ان کی ابھرتی ہوئی صلاحیتوں کو کام میں لانے سے اطمینان قلب حاصل ہوا۔ اور اندازہ ہوا کہ آئندہ یہ ملک و ملت کیلئے مفید ثابت ہوں گے اور اگر اسلام یا مسلمانوں پر

کوئی سخت وقت آیا تو اس کے دفاع میں پیش پیش ہوں گے اور انشاء اللہ یہ میدان جیت کر آئیں گے۔ اسلئے کہ ان میں علمی صلاحیت بھی ہے اور علمی خوبیاں بھی۔ زبان سلیس اور شگفتہ ہے اور جملے چچے تلے، ہلکے پھلکے اور دلپذیر۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت و کاوش کو قبول فرمائے اور آئندہ ان کے اس ذوق کو زندہ و سلامت رکھے۔ اور اسی طرح کی علمی خدمتیں ان کی علمی ترقی کا زینہ بنے ـــــ اور آئندہ یہ بڑی بڑی کتابیں لکھ کر ملت کے سامنے پیش کرتے رہیں۔ الحمدللہ ان میں زندگی بھی ہے اور کام کرنیکا بہتر سلیقہ بھی، اخیر میں پھر دعا ہے کہ رب العلمین انکی عمر دراز کرے اور ان سے علمی کام لیتا رہے۔

طالب دعا محمد ظفیر الدین غفرلہ

مفتی دار العلوم دیوبند ضلع سہارنپور

دعائیہ کلمات

حضرت مولانا الحاج عبدالحمید صاحب دامت برکاتہم

نائب صدر جمعیۃ علماء اتر پردیش

عزیزی نعمت اللہ سلمہٗ بچپن ہی سے لکھنے پڑھنے میں دلچسپی کیساتھ ہمہ تن مشغول رہے، پہلے حافظ قرآن ہوئے اس کے بعد عربی و فارسی پڑھنے میں منہمک ہوئے ماشاء اللہ اس وقت ازہر ہند دار العلوم دیوبند میں عربی سال ششم میں زیر تعلیم ہیں ـــــ آج اس وقت عزیز موصوف کی قلبی کاوش "رہنمائے نظامت و خطابت" کو دیکھ کر دلی مسرت ہوئی ـــــ اللہ تعالیٰ قلم میں مزید پختگی عطا فرمائے مجھ حقیر کی دعا ہے کہ اللہ رب العزت برابر دین کی خدمت و اشاعت میں لگائے رکھے، ـــ بہترین عالم اور کامیاب زندگی کا مالک بنائے اور دنیا کے تمام شرور و فتن سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

عبدالحمید قاسمی

مدنی منزل سرایاں بستی یوپی،

تاثرات

رئیس القلم حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب رحمانی

لہرسن کبیر نگر (بستی)

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علیٰ نبیہ اما بعد

مدارس عربیہ کے نوجوان طلبہ کا رجحان تحریر و تقریر کی طرف بڑھ رہا ہے ــــ انشاءاللہ یہ رجحان ملت اسلامیہ کے لئے خوش آئند ثابت ہوگا۔ پیش نظر کتاب " رہنمائے نظامت و خطابت " اسی ابھرتے ہوئے شعور کا اچھا نمونہ ہے۔ اسلام دشمنوں کے تحریری و تقریری طوفان کا رخ موڑنے کیلئے ضرورت ہے کہ عزیز طلبہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔ اور پوری حوصلہ مندی کیساتھ پیش قدمی کریں۔

عزیزم مولوی نعمت اللہ حمیدی و مولوی ممتاز احمد بستوی سلمہما کی قلمی کاوش دیکھ کر دلی مسرت ہوئی اور وہ بھی ایک ضروری موضوع پر ــــ ایک اچھے اجلاس عام کو پورے نظم و نسق اور تحریک صدارت سے لیکر جلسے کے اختتام تک کوشستہ، شگفتہ اور رواں زبان میں پیش کر کے جلسے کی نظامت اور تقریر سیکھنے کا اچھا نمونہ پیش کیا ہے ــــ اللہ تعالیٰ تحریر و تقریر کی صلاحیتوں میں اضافہ فرمائیں اور دین و ملت کی خدمت کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب شرف قبول حاصل کریگی اور عزیز طلبہ کیلئے مفید ہوگی

عبدالحفیظ رحمانی

ناظم رحمانیہ ایجوکیشنل اینڈ ٹیکنیکل سوسائیٹی

لہرسن کبیر نگر " بستی. یوپی،

شاعرِ بے بدل حضرت مولانا ولی اللہ صاحب ولی قاسمی بستوی

استاذ جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا دھولیہ مہاراشٹر

عربی کا مشہور مقولہ ہے لِکُلِّ طالبٍ سَلاحانِ سَلاحُ القَلَمِ و سَلاحُ الخِطَابَۃ ہر طالب علم کیلئے دو ہتھیار ہیں، پہلا ہتھیار تحریر ہے اور دوسرا تقریر ــــ اس مقولہ کے بمصداق دینی و عصری درسگاہوں کے طلبہ کو تحریر و تقریر کے ہتھیاروں سے مرصع و مسلح کرنے کیلئے انجمنوں اور لائبریریوں کا قیام روبہ عمل لایا جاتا ہے۔ جن کے منظم و مرتب پروگراموں میں طلبہ اپنی اپنی بساط و وسعت کے مطابق حصہ لیتے ہوئے تحریر و تقریر کے ہتھیاروں سے لیس ہوکر حق و باطل کی رزم گاہوں میں برسرِ پیکار ہوتے ہیں۔

تحریر و تقریر دو ایسے موثر و کارآمد اور مجرب ہتھیار اور ڈھال ہیں جن کے ذریعہ مخالفت و عداوت کے تند و تیز سیلاب کے آگے سدِ سکندری حائل کر کے مخالفین بلکہ جانی دشمنوں کے دلوں کو موہا جاسکتا ہے۔

چنانچہ تاریخ ماضی کے بہت سے سنہرے اوراق، ایسے زریں مشاہدات و تجربات سے پُر ہیں ــــ عزیزان گرامی مولوی نعمت اللہ حمیدی بستوی و مولوی ممتاز احمد بستوی صاحبان متعلمان دارالعلوم دیوبند ان ہوشیار و ہونہار، ذی استعداد و صلاحیت مند اور باذوق و شوق طلبہ میں سے ہیں جو کہ مذکورہ بالا دونوں میدانوں میں فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُون کے عین مطابق، اپنے معاصرین و اقران سے گوئے سبقت لیجانے میں ہمہ تن کوشاں اور معروفِ عمل

نظر آتے ہیں۔ اور ماشاء اللہ اس تگ و دو میں کافی حد تک کامیاب بھی ہیں۔
دونوں ہی نظامت و خطابت کے آداب و محاسن اور اصول و ضوابط سے واقفیت و آگہی اور عملی تجربہ رکھنے کے علاوہ دیگر طالبانِ علوم کو ان شاہراہوں پر ساعی و کوشاں اور تیز گام و صبحدم دیکھنے کا جذبہ اور آرزو بھی رکھتے ہیں۔
پیشِ نظر کتاب ،، ان کے اسی جذبۂ صادق، آرزوئے دیرینہ، حسنِ عمل اور ذوقِ نمو کی صاف و شفاف اور تابندہ و درخشندہ تصویر ہے۔ امید ہے کہ میدانِ نظامت و خطابت کے نو آموزوں و مبتدیوں کیلئے بہترین رہنما، و درخشاں مشعلِ راہ اور کہنہ مشقوں کیلئے ممد و معاون ثابت ہوگی۔
دعا ہے کہ خدائے ذوالجلال ان دونوں عزیزوں کو علم و عمل کے میدان میں روز افزوں ترقیات سے نوازے، اور ان کے اس نقشِ اولیں کو نقشِ جاوید و مقبولِ خاص و عام اور ذریعۂ آخرت بنائے۔ (آمین ثم آمین)

ولی اللہ ولی قاسمی بستوی
استاذ جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا ضلع دھولیہ مہاراشٹر

حضرت مولانا مفتی محمد ہارون صاحب القاسمی

مہتمم مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم کتور ضلع بلگام کرناٹک

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ طلبائے مدارس میں ایک نئی جاگ پیدا ہو رہی ہے۔ اور طلبائے مدارس محسوس کرنے لگے ہیں کہ پرانے علماء بتدریج اٹھتے جا رہے ہیں اب ملت کا سارا بوجھ اُن کے ہی سر آنیوالا ہے اسلئے انھیں کچھ کرنا چاہیئے تاکہ وہ آئندہ ملک و ملت کا بوجھ بآسانی اٹھا سکیں۔
چنانچہ اسی سلسلہ میں ہمارے عزیز حافظ مولوی نعمت اللہ حمیدی سلمہٗ اور ان کے رفیق مولوی ممتاز احمد بستوی صاحب نے بھی ایک رسالہ تیار کیا ہے جو ،، رہنمائے نظامت و خطابت ،، کے نام سے منظرِ عام پر آنیوالا ہے۔ ماشاء اللہ یہ رسالہ زبان و بیان کے اعتبار سے سُلجھا ہوا اور مثبت انداز کا ہے۔ زبان صاف، سلیس اور شگفتہ ہے۔ باتیں سب کام کی ہیں۔
اس کتاب کو طلباء میں زیادہ سے زیادہ عام کرنیکی ضرورت ہے۔ قوی امید ہے کہ یہ رسالہ طلبائے مدارس کیلئے معاون و مددگار ثابت ہوگا۔
میری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزان موصوف کی اس محنت کو قبول فرمائے اور اس رسالے کو ان کی آئندہ ترقیٔ مدارج کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

محمد ہارون حمیدی القاسمی
خادم مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم محبت آباد کتور بلگام

حضرت مولانا محمد اسلم صاحب قاسمی بستوی

سکریٹری جمعیۃ علماء بالاپور، مہتمم جامع العلوم بالاپور اکولہ (مہاراشٹر)

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ امابعد،

زبان وقلم، انشاء پردازی اور خطابت خدا کی ان عظیم نعمتوں میں سے ہیں جو خداوند عالم نے انسان کے نفس میں ودیعت فرمائی ہے۔ ارشاد ربانی علمہ البیان اور علم بالقلم اس پر شاہدِ عدل ہے۔ حصولِ علم کی خاطر جب کوئی شخص مدرسہ میں داخل ہوتا ہے اگر اسکو اچھا ماحول اور مخلص اساتذہ کی سرپرستی ورہنمائی نصیب ہوجائے تو ایک عرصہ محنت کرنے کے بعد کامیاب مدرس، زوردار خطیب اور انقلابی مضمون نگار بن کر آسمانِ صحافت وخطابت کے افق پر جلوہ گر ہوتا ہے۔

ماشاء اللہ عزیزم نعمت اللہ حمیدی وممتاز احمد بستوی سلمہما نے دارالعلوم دیوبند کے علمی امواج میں غوطہ لگا لگا کر اپنی درسی، تقریری، صحافتی صلاحیتوں کو ایسا نکھارا کہ زمانۂ طالب علمی ہی میں ایک لازوال کتاب لکھدی۔ کتاب بیحد پسند آئی۔ خدا موصوفین کے اس علمی بار کو قبولیت سے نواز کر ذریعۂ معرفت بنائے، آمین۔

محمد اسلم قاسمی بستوی

سکریٹری جمعیۃ علماء بالاپور اکولہ

حرفِ آغاز

خدا کرے گلشن تالیف کی نیرنگیوں میں خاکسار کی یہ بے رنگی بھی مقبول ہو، الفاظ وتعبیرات کی دنیا میں ہمارے بے ڈھنگے، غیر مربوط لیکن بے تکلف جملے اطمینان قلب کا سامان ہوں۔ اور ہماری یہ ناقص سعی مستقبل کے عزائم ومقاصد کے حصول کا وسیلہ بنے ـــــ حقیقت یہ ہے کہ مجھ جیسا تہی دست بے مایہ انسان جو ادب و انشاء سے بالکل ناآشنا ہو وہ اپنے نوکِ قلم سے صفحۂ قرطاس کو کیا زیب دے سکتا ہے پھر اسکی طرف طبیعتوں کا میلان اور دلوں کے کشش کی بات تو خوابوں میں بھی نہیں آئی جس کا تصور کیا جائے ـــــ صرف دل میں ایک جذبہ اور شوق ہے جو اس میدان تک کھینچ کر لایا ہے ـــــ اسی کی رہنمائی میں قلم ہاتھ میں لینے کا ارادہ کرتا ہوں لیکن قلم اٹھاتے ہی قارئین کرام کے بے لاگ تبصروں اور تاثرات کا تصور آڑے آجاتا ہے۔

غرضیکہ ہزاروں خیالات دل ودماغ سے ہوکر گذرتے ہیں جن سے ذوق میں اضمحلال، ارادوں میں تزلزل اور جذبات سرد پڑ جاتے ہیں لیکن یہ سوچ کر کہ ہر راہ میں کچھ نہ کچھ رکاوٹیں ہوتی ہیں، کچھ مشکلات پیش آتی ہیں ـــــ لہٰذا میں ان مشکلات اور کلفتوں کو انگیز کرتے ہوئے اپنے اس قلمی سفر کو جاری رکھونگا خدا کی ذات سے یہی امید ہے کہ ہمارے یہ جذبات اور ذوق وشوق کے شرارے منزلِ مقصود تک پہنچنے کیلئے ضرور شمعِ راہ ثابت ہوں گے۔

خدا کا بہت بڑا فضل ہے کہ ہماری یہ ناقص سعی "رہنمائے نظامت وخطابت"

کی صورت میں اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس رسالہ کی تکمیل میں حضرت مولانا ظفیر الدین صاحب مفتی و مرتب فتاوی دارالعلوم کا کافی تعاون رہا ——— حضور والا تمام مسودوں پر نظر ثانی کرتے ہوئے بوقت ضرورت اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہے۔ کتاب کو مفید تر بنانے کیلئے مزید اضافے بھی فرمائے جن کا میں صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں ——— اس کتاب میں برادرم مولانا ممتاز احمد صاحب بستوی نے قلمی تعاون کے علاوہ کتابت جیسے دشوار گذار مرحلہ کو بآسانی طے کرا دیا۔ جن کا میں بیحد ممنون ہوں ——— نیز اپنے ان تمام بہی خواہان و اساتذۂ کرام کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جن کے فیضِ صحبت سے میں اس حقیر خدمت کے لائق ہوا ان میں خاص طور سے مشفق نانا مربی محترم مولانا عبدالحمید صاحب، والد گرامی جناب ڈاکٹر مجیب اللہ صاحب، ماہرِ علوم و فنون سراپا اخلاص حضرت الاستاذ جناب مولانا لیاقت حسین صاحب، فخر تیہ اخیار حضرت مولانا حکیم عاشق الٰہی صاحب، امام النحو حضرت مولانا محمد علی القاسمی صاحب (صدر المدرسین مدرسہ تعلیم الدین اوجھہ بستی) شاعرِ البدیہہ مداحِ رسول حضرت مولانا ولی اللہ صاحب ولی قاسمی بستوی مدظلہم سر فہرست ہیں اللہ تعالیٰ ان پاک ہستیوں کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے اور ان کے زیر سایہ کچھ بننے اور کر گذرنے کا موقع عنایت فرمائے۔ آمین ——— بڑی ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر ان تمام احباب کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں اپنا تعاون پیش کیا ان میں محترم ماموں سراج حمیدی برادرم مولوی محمد جابر، حبیب الرحمٰن، شفیق خان، مولانا محمود حسن، مولانا زاہد علی بستوی صاحبان کے اسماء قابلِ ذکر ہیں ——— اللہ تعالیٰ ان اخوان باوفا کو اجر جزیل عطا فرمائے ——— کتاب کو شرفِ قبولیت سے نوازے (آمین) قارئین کرام سے ملتمس ہوں کہ اس طالبعلمانہ کاوش میں کسی بھی قسم کی غلطی نظر آئے تو خاکسار کو مطلع فرمائیں۔ کرم ہوگا۔

نعمت اللہ حمیدی متعلم دارالعلوم دیوبند
(شریک سال ہشتم)

ہدایات

آج کل جلسے جلوس کافی ہو رہے ہیں اس جلسے کو چلانے اور کنٹرول کرنے کے لئے ایک ناظم ہوتا ہے جس کی ذمہ داری بڑی اہم ہوتی ہے۔ وہی مجمع کو پرسکون رہنے کی تلقین کرتا ہے، شور و شغب اور ہنگامہ کو روکتا ہے تاکہ مقررین و شعراء کرام اطمینان کے ساتھ جو کچھ کہنا چاہیں کہہ سکیں اور مجمع ان کی باتوں کو دھیان کے ساتھ سن سکے۔ ضروری ہے کہ یہ شخص پُر وقار ہو، علم و عمل میں اچھا مقام رکھتا ہو اور لوگوں کا جانا پہچانا ہو۔ اناؤنسر کا کام یہ ہے کہ وہ صدر جلسہ کی اجازت سے جلسہ کی کارروائی چلائے۔ مثلاً پہلے، آغاز تلاوتِ کلام اللہ سے کرائے۔ اور تلاوت کرنیوالے (قاری) کا مختصر طور پر تعارف کرا دے اور اس کے تلاوت کی تھوڑی تعریف کرے۔ اس کے بعد نعت نبی ؐ کیلئے کسی اچھے نعت خواں کو نعت خوانی کی دعوت دے اور اس کا بھی تعارف کرا دے مگر جچے تلے جملوں میں ہو زیادہ وقت تعارف کرانے میں خرچ نہ کرے۔

بعد ازاں خطبہ استقبالیہ پیش کرنے کیلئے صدر مجلسِ استقبالیہ کا پہلے اچھے انداز میں تعارف کرائے، اس کی شخصیت و اہمیت کو ظاہر کرے اور یہ بھی گوش گذار کرے کہ صدر استقبالیہ کی ذمہ داری کتنی اہم ہوتی ہے۔

اس کے بعد تقریروں کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ اناؤنسر کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر مقرر کا تعارف کرائے اور جس موضوع پر تقریر ہوگی اس پر بھی اجمالی روشنی ڈالے۔ جس سے سننے والوں کے دلوں میں تقریر سننے کا شوق پیدا ہو جائے اور مجمع ہمہ تن گوش ہوکے تقریر سننے کیلئے سنبھل کر بیٹھ جائے ———

تعارفی تقریر لمبی ہرگز نہ ہو ـــــ معلوم ہو کہ اناؤنسر صاحب کی تقریر شروع ہو گئی ہے ـــــ مجمع پر غنودگی نظر آئے تو درمیان درمیان کوئی نظم پڑھوا دے تاکہ مجمع سے غنودگی دور ہو جائے۔ اور ان میں تقریر سننے کیلئے نئی زندگی پیدا ہو جائے ـــــ خود بھی گاہے بگاہے کچھ عجیب و غریب لطیفے، کہانیاں سنائے کہ مجمع اس کو سنکر لطف اندوز ہو ـــــ ایک مقرر کے بعد دوسرے کو دعوت دینے سے قبل سامعین کی دلجوئی کرے اور ان کی سنجیدگی کی بھی خوب داد دے ـــــ

آج کل مکالمہ کا بھی رواج چل پڑا ہے یہ بالکل اخیر میں ہوتا ہے۔ مکالمہ میں ایسی باتیں پیش کیجائیں جن سے کوئی عمدہ سبق حاصل ہو ـــــ اخیر میں صدارتی تقریر کیلئے اعلان کرنا اور صدر مجلس کا تعارف کرانا بھی اناؤنسر کے فرائض میں داخل ہے ـــــ صدر جلسہ کیلئے چیدہ چیدہ الفاظ استعمال کرے جس سے صدر صاحب بھی خوشی محسوس کریں اور مجمع پر اس کے اچھے اثرات پڑیں اور سامعین صدارتی تقریر سننے کیلئے بیتاب نظر آنے لگیں ـــــ صدارتی تقریر کے بعد صدر مجلس استقبالیہ کو دعوت دے کہ وہ آکر مجمع اور حاضرین کا شکریہ ادا کریں اور بعد شکریہ جلسہ کے ختم ہو جانے کا اعلان کر دے۔

اثنائے نظامت مقامات و مدعوئین کے اسماء تمثیلاً لکھ دیئے گئے ہیں۔ حقیقت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے آپ اپنی ضرورت کے مطابق ترمیم کرلیں۔ " فقط "

★ یہ نشان دعوت کیلئے ہے ✪ یہ نشان تبصرے کیلئے ہے اس کا خیال رکھیں،

خُطبۂ افتِتاحیہ

★ مندوبین کرام اور حضرات سامعین!! جیساکہ آپ کو معلوم ہے کہ آج ہم طلبہ ضلع ..... اپنا ...... را افتتاحی اجلاس نہایت شان و شوکت اور سابقہ روایات کے مطابق منعقد کر رہے ہیں۔ جہاں تک انعقاد انجمن کی اہمیت و عظمت کی بات ہے تو یہ اس کے مقاصد کے مدنظر عیاں ہے کہ یہ سلسلہ دین اسلام کی اشاعت اور اس کے تشخص کو برقرار رکھنے کیلئے شروع کیا گیا ہے۔ تاکہ طلباء کرام اس کے ذریعہ کتابوں کا مطالعہ کریں اور تقریر و تحریر کی مشق کریں گیا

یہ بات بھی قابل سماعت ہے کہ یہ مہم کوئی آج کی نئی نہیں ہے بلکہ اس کی تاسیس میں اسلاف کی خاص نظر اور کامل توجہ رہی ہے۔ یوں تو اس عظیم الشان بیڑے کو اٹھانے کیلئے مختلف طریقہ کار استعمال کئے گئے جیساکہ مکاتب و مدارس اور تبلیغی تنظیمیں قابل ذکر ہیں اور ان کی عالمگیر کامرانی اشاعت اسلام میں کافی حد تک موثر رہیں۔

انھیں بنا پر اسلاف کی وسعت نظری نے انجمنوں کے قیام پر متوجہ کیا تاکہ اسلام کی ترقی اور ترویج کا کام خطابت و کتابت اور چلتے پھرتے مدارس و مکاتب سے لیا جائے۔ چنانچہ دلوں کا خلوص اور نیتوں کی پاکیزگی رنگ لائی۔ اور اسلام پر شب و روز ہونیوالی تنقید و تعریض کا محض تدارک ہی نہیں بلکہ منہ توڑ جواب بھی دیا گیا۔

مزید یہ کہ اسلام کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو ہمیشہ ہمیش کیلئے خاموش و ساکت کر دیا گیا۔ جب وقت کی زمین میں ہمواری اور زرخیزی ہوئی تو تخم خطابت و تحریر کو بکھیر کر گلشنِ اسلام کو سجا دیا گیا ــــ سنگلاخ پہاڑوں اور ریت ناک درول اور خار دار وادیوں میں نعرۂ اسلام بلند کیا گیا ــــ جہالت و ضلالت سے رنگے ہوئے فرقوں کے بے بنیاد قلعوں میں جب تاریکی اور ظلمت کا دور آیا تو انھیں روشن چراغوں سے تاریکی کا سینہ چاک کر کے ضیا پاشی کی گئی۔

غرضیکہ شریعتِ محمدی کی پاسبانی اور ترجمانی انھیں ایسی قوتوں سے کی گئی اور فاسد خیالات و شیطانی پیداوار سے رونما ہونے والے ہر انقلاب اور طوفان کی روک تھام اور ان کی سرکوبی کیلئے انھیں قوتوں کو استعمال کیا گیا۔

اسلاف کی اسی بنیاد سے منسوب ہماری انجمن .... طلبہ ضلع ...... بھی ہے جو اسم بامسمیٰ ہے۔ محتاج تعارف نہیں کیوں کہ زبان میں اگر خوبی و سلاست ہو تو وقت اور حالات کی فتنہ سازی صلح و آشتی کے پیغام کا ذریعہ بن جایا کرتی ہے۔ اردو زبان کی چاشنی تو دنیا کی ہر چاشنی سے زیادہ اثر انداز ہے۔ مشاہدہ کی روشنی سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ جب بھی اذہان و رجحانات میں بیداری ہوئی تو اسمیں زندگی کا خون دوڑنے گا۔ ہماری انجمن کا مقصدِ تاسیس یہی ہے کہ ملک میں چلنے والی زہریلی ہواؤں کا رخ موڑ دیا جائے۔ جس کی وجہ سے بے گناہ اور معصوم بچوں و نوجوانوں کے عقائد متاثر ہوتے ہیں اور ملک میں فتنہ و فساد پھوٹ پڑتا ہے ــــ

جس کے نتیجے میں مسلمانوں کا قتلِ عام ہوتا ہے

ان کے گھر جلائے جاتے ہیں۔

بھائیوں کے سامنے بہنوں کی عصمت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے

ہمارا مقصد یہ ہے کہ ان ساری کوششوں اور شیطانی عناصر کو اتنا زیر کر دیں

کہ وہ آنسو اور خون سے کھیلنا چھوڑ دیں اور ان کے ایوانوں اور کچہریوں میں بیٹھے ہوئے فراعین اور ان کی ذہنی کج روی سے عوام کو روشناس کرایا جائے۔ اور مسلمانوں کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ تم اپنا مقام و معیار خود بناؤ اور ہر مسئلہ کا حل شرعی قوانین کی روشنی میں خود تلاش کرو!

نہ یہ کہ تھانوں اور کوتوالیوں میں جا کر موجود پونجی بھی گنوا دو اور اپنی عزت بھی، یہ انتہائی بیوقوفی اور دیوانہ پن ہے کہ میدان تو مخالفین جیتیں اور خوشیاں تم مناؤ

دوستو! مرکز کے موجودہ انتخابی نتائج بھی اطمینان بخش نہیں ہیں۔ اگر اطمینان کا سانس لینے لگے تو اپنا وجود ہی کھو بیٹھو گے ــــ انہیں بے ہودہ خیالات و تصورات کو خطابت کی سحر انگیزی سے بدلنا اور حالات کو سازگار بنانا ہماری انجمن کا بنیادی مقصد ہے۔

جس طرح آپ لوگوں کی عنایت و نوازش اور سرکار کی گوناگوں کوشش و کاوش اور راہبر کی ہدایات کے مطابق اپنا سالانہ سفر کامیابی و کامرانی کیساتھ کرتی ہوئی انجمن آج اپنا آخری اجلاس منعقد کر رہی ہے۔ خدا کرے یہ اجلاس بحسن و خوبی اختتام پذیر ہو۔

امید کہ آپ حضرات کا تعاون حاصل رہے گا اور آپ حضرات ہمارے نوجوانوں کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے ــــ انھیں چند تمہیدی کلمات کے بعد اب میں بلا کسی تاخیر کے تحریک صدارت پیش کرنے کیلئے انجمن ہذا کے ایک قابل فخر فرزند جناب مولانا غیاث و سیمی صاحب کو آواز دے رہا ہوں کہ موصوف تشریف لائیں اور تحریک صدارت پیش فرمائیں۔

تمہیدی کلمات

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد

★ محترم حضرات ! حسب تجویزِ مجلسِ شوریٰ سال رواں کا....... اجلاس آج اپنی قدیم روایات کے مطابق تمامتر زیبائشوں اور آرائشوں کے ساتھ منعقد ہونے جارہا ہے۔ آپ آج کے اس پروگرام میں انجمن......... طلبہ ضلع..... کے ان جیالے اور حوصلہ مند افراد کی محنتوں اور کاوشوں کا مشاہدہ فرمائیں گے۔ جنہوں نے اس سے قبل بہت سے پروگراموں میں حصہ لیا اور نمایاں کامیابی حاصل کیں ـــــ میں اپنے تمام ساتھیوں سے گذارش کروں گا کہ ہر ایک بہتر سے بہتر انداز میں اپنی مافی الضمیر کو ادا کرکے داد و تحسین حاصل کریں ـــــ اس کے ساتھ ہی میں سامعین حضرات سے بھی مودبانہ درخواست کروں گا کہ آپ حضرات ہمارے ساتھیوں کی معروضات کو بغور سماعت فرمائیں

آج کے اس پروگرام میں پُرمغز ولولہ انگیز اور معلومات سے بھرپور تقریریں دل ودماغ کو راحت اور روح کی تسکین کا سامان فراہم کرنیوالی نعتیں و نظمیں اور قہقہہ بار مکالمے پیش کئے جائیں گے۔

اس پروگرام کو بحُسن وخوبی پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے ہمیں آپ کے تعاون کی ضرورت ہے ـــــ ہمیں پوری امید ہے کہ آپ اپنا ہمہ جہتی

تعاون پیش کرکے اجلاس کو کامیاب بنائیں گے۔

دوستو! اب بغیر تاخیر کے پروگرام کو بہت جلد شروع کیا جارہا ہے ـــــ لیکن باضابطہ پروگرام شروع کرنے سے قبل اس اہم دینی مجلس کی قیادت وسیادت کسی لائق وفائق ہستی کیجانب منسوب کرنے کیلئے آواز دے رہا ہوں جناب محمد احمد رضوی صاحب کو کہ وہ تشریف لائیں اور اپنی نظرِ انتخاب سے کسی باکمال شخصیت کو صدرِ جلسہ منتخب فرمائیں۔

مناسب ہے کہ سب سے پہلے تحریک صدارت ہو
معًا احباب کی جانب سے تائید صدارت ہو

تحریکِ صدارت

★ حاضرینِ مجلس اور عزیزانِ ملت ! اربابِ دانش وبینش اور ارباب علم وفضل جب کوئی مذہبی، سیاسی یا اصلاحی اجلاس کرتے ہیں تو اس کیلئے باقاعدہ آغاز سے قبل مسندِ صدارت پر کسی لائق وفائق اور مُسلّم الثبوت شخصیت کو فائز کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ اس کی سربراہی وسرپرستی میں اجلاس بحسن وخوبی اختتام کو پہنچے

دانشوروں اور اہل بصیرت کے اس مسلمہ دستور سے اتفاق کرتے ہوئے اس اجلاس کی صدارت کے لئے ایک ایسی عظیم الشان اور ہمہ گیر وممتاز شخصیت کا نام پیش کرتا ہوں۔ جن کی ذات کے ساتھ انتساب خود عہدۂ صدارت کیلئے باعث فخر ہے ـــــ ایسی ستودہ صفات شخصیت کے حامل جو کہ مملکتِ علم کے بے

تاج شہنشاہ ہیں

جوکہ ! منطق وفلسفہ کے امام اور تفسیر وفقہ کے سرخیل ہیں

جوکہ ! سیاست کے نکتہ رس اور عصر جدید کے نباض عظیم ہیں۔

جوکہ ! ادب وانشاء کے شہسوار قلم اور میدانِ صحافت کے رئیس التحریر ہیں۔

جوکہ ! میدانِ شاعری کے صدر نشین اور فخر الشعراء ہیں۔

جوکہ ! میدانِ تصنیف وتالیف میں درجنوں کتابوں کے مصنف ہیں۔

جوکہ تعلیمی مراحل میں ازہر ہند دارالعلوم دیوبند کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی۔ لکھنؤ یونیورسٹی۔ الہ آباد بورڈ، جامعہ اردو علی گڈھ، انڈین فزیشین بورڈ لکھنؤ، جامعہ اسلامیہ (مدینہ یونیورسٹی) سے سند یافتہ ہیں۔

جوکہ ! قومی وملی تنظیموں میں جمعیۃ علماء ضلع ...... کے صدر محکمۂ شرعیہ صوبہ .... کے رکن رکین۔ مسلم پرسنل لاء بورڈ کے سرگرم رکن۔ جمعیۃ علماء ہند کی مجلسِ عاملہ کے رکن ہیں۔

جوکہ ! سیاسی تنظیموں میں سماجوادی پارٹی ضلع........ کے صدر اور سماجوادی پارٹی صوبہ .... کے جنرل سکریٹری ہیں۔

جوکہ ! تعلیمی اداروں میں جامعہ...... ضلع .... کی مجلسِ شوریٰ کے صدر اور دیگر کئی دینی مدارس کے سرپرست ونگران اعلیٰ ہیں۔

جوکہ ! دنیائے صحافت میں کئی اخباروں مثلاً روزنامہ انقلاب بمبئی۔ ہفت روزہ نئی دنیا۔ ہفت روزہ اشتریہ سہارا کے قابل اعتبار نامہ نگار اور ماہنامہ ..... کے بانی وایڈیٹر ہیں۔ میں ان چند نامکمل اوصاف حمیدہ ومناصب جلیلہ کے ذکر کے بعد عالم کبیر، منطقی بے بدل، متکلم وقت جناب الحاج حضرت مولانا .... کا نام بڑے ہی ادب و احترام کیساتھ اس منصبِ جلیلہ کیلئے پیش کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ

قبول فرماکر ہم سب کارکنانِ اجلاس کی رہنمائی فرمائیں۔

تمہیں کو ہے زیبا صدارت نشینی — تمہیں سے چمن میں ہے لوآفرینی
ہو سرخیل تم بزمِ دانشوراں میں — مناسب تمہیں کو ہے یہ جاگزینی !

دعوتِ — تائیدِ صدارت

★ اب میں ایک ذی رائے اور شخصیت شناس رفیق جناب .... صاحب کو اس تجویز کی تائید کیلئے دعوت دے رہا ہوں ——— کہ موصوف تشریف لائیں اور اس تجویز کے بارے میں اظہارِ خیال فرمائیں۔

تائیدِ صدارت | میں خود اپنی طرف سے اور احباب کی طرف سے اس تحریکِ صدارت کی پُرزور تائید کرتا ہوں۔

چمن کے ہر شگفتہ گل سے جیسے پیار ہے سبکو
سرِ محفل صدارت آپکی تسلیم ہے سب کو

دعوتِ تلاوتِ کلام اللہ

★ رسمِ تفویضِ صدارت کی انجام پذیری کے بعد میں آپ کو ہمہ نوع پروگرام کی تناظراتی دنیا کی سیر وسیاحت کرانا چاہتا ہوں۔

سروران بزم ! تمام اہالیانِ مذاہب کا دائمی دستور ہے کہ اپنی ہر مذہبی

نشست کی پہلی کڑی اس متبرک کتاب کے کلمات کو قرار دیتے ہیں جو کہ ان کے عقیدے کے مطابق سب سے مقدس و متبرک ہوتی ہے سیا

چوں کہ قرآن عزیز مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق تمام کتبِ دنیویہ و سماویہ میں سب سے مقدس و متبرک ہے ـــــ اسی لئے مربیانِ اسلام اور پاسبانانِ دینِ حنیف نے اپنی کسی دینی و مذہبی نشست کے آغاز کیلئے اس کو لابُدّی اور جُزءِ لاینفک قرار دیا ہے ـــــ لھذا ہم اس زریں اور واجبُ العمل ضابطے کی قدر و پیروی کرتے ہوئے ایک خوش الحان و خوش گلو قاری جناب غازی مظفر عابدی صاحب کو اس شعر کے ساتھ آواز دے رہے ہیں ـــــ کہ .....

بتاؤں میں کیا مصطفےٰ دے گئے ہیں　　ہدایت کا اک سلسلہ دے گئے ہیں
کلام الٰہی کی صورت میں ہم کو　　وہ اک نسخۂ کیمیا دے گئے ہیں

جنابِ قاری غازی مظفر عابدی صاحب تشریف لائیں اور تلاوتِ کلام پاک سے رسمِ افتتاح انجام دیں۔

●●●

✪ یہ تھے جناب قاری صاحب جو تلاوت کلام اللہ سے ہم سب کے ایمان کو تازگی بخش رہے تھے۔ یہ تلاوت فرما رہے تھے اور یہ شعر میرے رگ و ریشے میں خون کے مانند دوڑ رہا تھا

کہ .....
وہی ہیں خیر امت جو اسے پڑھتے پڑھاتے ہیں
تلاوت ہی یہ قرآں کی ہزاروں اجر پاتے ہیں

★ دوستو! یہ انجمن کے چند بنیادی مقاصد تھے جو میں آپ کے سامنے

پیش کر رہا تھا۔ اب میں مزید طوالت سے گریز کرتے ہوئے پروگرام کو باضابطہ شروع کرنا چاہتا ہوں ـــــ دستورِ اسلام کی دیرینہ روایات اور حدیثِ رسول کُلُّ امرٍ ذِی بالٍ لم یُبدَأ بِحمدِ اللّٰہِ فَھُوَ اَقطَعُ کے تحت انجمن کا آغاز قرآنِ مقدس کی چند آیات کریمہ سے کیا جائے گا۔ جس کیلئے میں جناب قاری غازی عُمر حمیدی صاحب کو آواز دیتا ہوں کہ وہ آئیں اور تلاوت کلام اللہ سے مجلس کا آغاز فرمائیں۔

اب بھی ہو سکتی ہے تجھ پہ بارشِ لطفِ عمیم
گر تلاوت مردِ مومن روز قرآن کریم

جناب قاری غازی عُمر حمیدی صاحب تشریف لائیں۔

●●●

✪ جناب قاری غازی عمر حمیدی صاحب کی خوش الحانی اور فصیح و بلیغ کلام اللہ کی حلاوت و چاشنی نے واقعی چاشنی کا سینہ چاک کر کے آبشاروں کی گنگناہٹ پیدا کر دی۔ کلام اللہ کی فصاحت و بلاغت نے سامعین میں زندگی کا خون دوڑایا اور ایمان و یقین کی روح تازہ کر دی۔ یہ سب کچھ سچ ہے مگر ایک انسان کی کم مائیگی اور بشری بے اختیاریوں اور مجبوریوں کی ترجمانی کرتے ہوئے کسی نے کہا ہے ـــ کہ ...

قاصر نہ یہ زباں ہوتی تو کچھ ثنائی کرتا
تیرے حسن کے محدود ہوں تو لب کشائی کرتا

●●●●●

دعوتِ نعت خوانی ..

★ خالقِ کائنات کے بعد اگر کوئی ذات سب سے زیادہ تعریف وستائش کے لائق ہے تو وہ ہے جس کے چشمۂ حیات سے گلشنِ انسانیت نے زندگی پائی ——

گیتیٔ ہستی نے کفر وشرک جیسے خطرناک طوفان سے چھٹکارا پایا

سیکڑوں سجدہ گاہوں پر ٹکنے والی پیشانیوں نے ایک معبودِ حقیقی کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے کا ڈھنگ سیکھا —— اس سے میری مراد مدنی تاجدار —— ہم غریبوں کے غمگسار —— سیدِ ابرار واخیار —— آقائے نامدار —— شہنشاہِ ذی مختار —— گلشنِ ہستی کے اولین فصلِ بہار —— انیس الغریبین —— رحمۃ اللعٰلمین —— مراد المشتاقین —— جانِ عالمین —— سید المرسلین —— خاتم النبیین، طٰہٰ ویٰسین —— عمیقِ بیکساں —— چارہ سازِ دردمنداں —— فخرِ رسولاں نازشِ ہر دو جہاں —— سرکارِ ایں وآں —— سیاحِ لامکاں —— عبد المطلب کی آنکھوں کے تارے —— کشتیٔ ملت کے کھیون ہارے —— کونین میں سب سے انوکھے سب سے نرالے —— دائی حلیمہ کے جگر پارے —— سیدہ آمنہ کی آنکھوں کے تارے —— رب کے دلارے —— احمد مجتبیٰ —— کملی والے مصطفیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے ——

شعر

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے

غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ —— سینہ

آپ کی بارگاہِ رسالتمآب میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کیلئے میں ایک محترم نعت خواں جناب رشید جابر شاہ کو دعوت دیتا ہوں کہ موصوف تشریف

لائیں اور سامعین کے قلوب میں مستی بھر انمار اپنی مسحوری آواز سے ڈالیں :-

●●●

شعر

لے گیا جان و دل جسم سے کھینچ کر ؎

ہاں ! مگر روح کی تازگی دے گیا

ماشاء اللہ رفیق محترم جناب رشید جابر شاہ نے لطیف انداز میں نعت خوانی کر کے سامعین کے دلوں میں محبت رسول کو تازہ کر دیا نیز محفل میں خاص زینت آرائی ان کی آواز نے بخشی جس سے انجمن پرکشش ودلفریب ہو گئی

——●●●——

★ دوستو ! آپ میں جو کیف ونشاط پیدا ہو چکا ہے اور بیدارانہ ماحول میں جو تازگی پیدا ہو چکی ہے وہ آپ کے چہروں سے عیاں ہے ۔ آپ کی غنودگی ختم ہو چکی ہے اور مجلس کا رنگ بدل چکا ہے ۔ ماحول کی مناسبت کے پیشِ نظر ضلع ...... کی نمائندگی کرنیوالے طالب علم جناب غازی مظفر عابدی صاحب کو زحمت دوں گا وہ تشریف لائیں اور ترنم ریزیوں کے جلو میں لوگوں کے ذوق کی تسکین کا سامان بہم پہنچائیں ۔

●●●●●

★ اردو زبان میں شعر گوئی کی ایک شاخ " غزل " کہلاتی ہے ۔ جو غیر معمولی علم وفن، فکر ونظر اور غور وتعمق عرق ریزی اور جانفشانی سے حاصل ہوتی ہے ۔ مرزا غالب کے کلام میں جو رنگینی اور رعنائی موجود ہے منظر کشی کی جو جھلک ان کے کلام میں ملتی ہے وہ بہت کمیاب ہے لیکن ۔ آیئے میں آپ کو ایک باکمال شخصیت سے متعارف کراؤں ۔ جس کے کلام میں غالب کی رنگینی بھی موجود ہے اور میر کا سوز وگداز بھی ۔ ایک ہاتھ میں جامِ شریعت جلوہ

دوسرے میں تصوف و طریقت کا ساغر بھی ـــــ انکو شہنشاہِ تغزل بھی کہا جا
سکتا ہے اور اہلِ دل کیلئے باعثِ تسکین بھی ـــ یہ ہمارے ہی ضلع کے غزل گو شاعر
ہیں جو اپنے کلام میں غزل گوئی کا فن دکھاتے ہیں۔ نیز شریعت و طریقت کی
مہارت بھی ان کے کلام سے نمایاں ہے۔

میں بڑے ہی ادب و احترام کے ساتھ جناب غیاث حمیدی صاحب
سے درخواست کرتا ہوں کہ جناب والا تشریف لائیں اور اپنے چند اشعار سے
نوازیں۔

———●●●●●———

★ حضرات! ہمارے اجلاس میں شرکت کیلئے صرف ایک قصبہ، یا
ایک تھانہ ایک تحصیل، ایک ضلع، یا ایک ہی صوبہ سے معززینِ عظام و شعرائے کرام
تشریف نہیں لائے ہیں۔ بلکہ کئی قصبوں، کئی تھانوں، کئی تحصیلوں، کئی ضلعوں
سے کشاں کشاں آئے ہیں ـــــ تو لیجئے اب ہم مشرقی یوپی
سے تشریف لائے ہوئے ایک نہایت خوش الحان و صاحب ترنم شاعر جناب
خالد زبیر صاحب کو آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں آپ ان سے
ایک نعت سماعت فرمائیں جناب خالد زبیر صاحب تشریف لائیں
اور اپنے مخصوص انداز میں دربارِ رسالت میں گلہائے عقیدت پیش کریں۔

●●●

✪ نازکرتا ہے زمانہ ناز کو بھی ناز ہے
تم بلندی پر رہو دل کی یہی آواز ہے

دوستو! یہ تھے جناب خالد زبیر صاحب جو آپ کو
ہمہ تن گوش کئے ہوئے تھے اور آپ کے پردۂ سماعت کو ملذذ غذا بہم پہنچا
رہے تھے۔

———●●●●●———

★ محترم حضرات! ابھی محترمی جناب غازی عمر حمیدی صاحب
ایک حمد بزبانِ پوربی پیش کر رہے تھے۔ اس سے آپ حضرات محظوظ ہو رہے
تھے۔ مجھے بھی ان کا انداز بڑا ہی نرالا اور انوکھا لگا تھا۔ میں اپنی طرف سے اس
پر مبارکباد پیش کرتا ہوں قبول فرمائیں! اور المرءُ یقیس علیٰ نفسہٖ
کے مطابق میں اپنے کو یہ کہنے کا مجاز سمجھتا ہوں کہ ان کا مخصوص انداز آپ کو بھی
اچھا لگا ہوگا۔

میں موصوفِ محترم سے مؤدبانہ عرض پرداز ہوں کہ دوبارہ تشریف ارزانی
کی زحمت گوارہ فرمائیں اور اپنے خاص لب و لہجے میں ایک دوسری اردو نعت
پاک سنائیں۔

———●●●●●———

★ موصوف کے بعد اب میں متصلاً کریمُ الشیم، عظیمُ الحِکَم طالبِ علم جناب
حافظ صابر شاہ ارشدی صاحب سے نعت خوانی کی استدعا کرتا
ہوں۔ اس امید کے ساتھ کہ ان سے میری جو امید وابستہ ہے اور حاضرین کی
جو آرزو ہے اسے ضرور پوری کریں گے اور نعت شریف پیش کریں گے۔
میں موصوف کو اس شعر کے ساتھ نعت پیش کرنے کی دعوت دیتا ہوں ـــــ

کہ...
مضطرب ہیں پتنگے سرِ انجمن
اک شمع چاہتے ہیں سکوں کے لئے

———●●●●●———

★ حوصلہ مندانِ امت! اب تک آپ کے سامنے بارگاہ عالیہ سے
والہانہ تعلق رکھنے والے کئی نعت خواں نہ صرف یہ کہ دل کی گہرائیوں سے ابھرتے
ہوئے جذبات کو نذر کر چکے ہیں بلکہ آپ کے سامنے انھوں نے نعت خوانی کا حق
بھی ادا کر دیا ہے۔

تو آیئے اب میں ایک شیریں زباں، سحرطراز، صغیر السن، مداحِ رسول عزیزم جناب غازی محمد مصطفیٰ سلمہٗ کو آمادۂ نعت خوانی کرنے جا رہا ہوں آپ حضرات بگوشِ دل سنیں عزیزم غازی محمد مصطفیٰ سلمہٗ تشریف لا رہے ہیں۔

؎ دلِ مضطر خبر آئی ہے کہ وہ آتے ہیں
صبر کر صبر ذرا میرے مچلنے کے لئے

مائک پر نوعمر نعت خواں عزیزم غازی محمد مصطفیٰ سلمہٗ۔

———●●●●●———

★ سامعین کرام ! ماشاء اللہ نعت خوانوں کی آواز نے ہمارے دل و دماغ کو محبتِ رسول سے لبریز کر رکھا ہے۔ دل کی دنیا میں ایک شور بپا ہے مگر امید ہے کہ ابھی آپ کچھ اور سننا چاہتے ہوں گے اور آپ کا ذوق و شوق کم صاحبِ دل کی نعت سننے کیلئے بے چین ہوگا ـــــ تو لیجئے آپ کے کیف و نشاط میں اضافگی پیدا کرنے کیلئے ایک مترنم نعت خواں جناب خالد اسامہ عبد اللہ صاحب کو آواز دے رہا ہوں کہ ....

؎ پلکوں پہ رک گیا ہے سمندر خمار کا
کتنا عجیب ستم ہے تیرے انتظار کا

موصوف ڈائز پر تشریف لاکر اپنی مترنمانہ آواز میں بارگاہ مقدس میں عقیدتوں کا نذرانہ پیش فرمائیں۔

———●●●●●———

★ نامِ حق سے ہے ملا نامِ رسولؐ عام ہے دنیا میں پیغامِ رسولؐ

سروران بزم ! تلاوتِ کلام اللہ چونکہ حمدِ الٰہی اور ذکرِ خداوندی ہے۔ اور جب

نوٹ :- تلاوت قرآن کے بعد متصلاً نعت نبی کیلئے۔

تلاوت کلام اللہ کا ذکرِ خداوندی ہونا ثابت ہوگیا تو اب اس بات کا جاننا ضروری ہوگیا کہ خدا کے ساتھ ذکرِ رسول کا اتصال واقتران ابتدائے آفرینش ! بلکہ اس سے بھی پہلے سے ہے ـــــ چنانچہ حضرتِ آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم مبارک میں جب روح پھونکی گئی تو آپ کو چھینک آئی اور آپؑ نے الحمد للہ کہتے ہوئے اپنے سر کو عرشِ اعظم کی طرف اٹھایا۔ تو آپؑ کی نظر وہاں لکھی ہوئی جلی عبارت لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر پڑی تو آپ نے نہایت ہی حیرت واستعجاب سے دریافت کیا کہ اے بارالٰہ ! اپنے مقدس ومتبرک نام کے ساتھ دوسرا نام کس کا جوڑ رکھا ہے۔ بارگاہِ ایزدی سے برجستہ جواب ملا کہ اے آدم ! یہ محمدؐ تمہاری ہی امت سے ہوں گے۔ میرے محبوب اور سب سے آخری پیغمبر ہوں گے، اور اے آدم ! انھیں کے صدقہ طفیل میں تمہیں اور پوری کائنات کو پیدا کیا گیا ہے۔

لٰہذا اس اتصال واقتران کو برقرار رکھتے ہوئے ذکرِ خدا کے بعد متصلاً ذکرِ رسول کیلئے انجمن ہٰذا کے ایک شہرت یافتہ نعت خواں جناب خالد محمود صاحب کو آواز دے رہا ہوں۔ موصوف تشریف لائیں اور ـــــ رحمتِ دوجہاں، باعثِ کن فکاں، تابشِ این وآں، سائرِ لامکاں، سببِ راحتِ جاں، مشیت کے رازداں، محبوبِ یزداں کی بارگاہ ناز میں گلہائے مدحت کا گلدستۂ سبزرنگ پیش کریں ـــــ

———●●●●●———

★ حضرات ! میں آپ کے چہروں پر پژمردگی اور آنکھوں میں غنودگی کا خمار محسوس کر رہا ہوں۔ شاید اس کا تقاضہ کسی ترنم ریز بلبل خوش نوا کا چمنِ اسٹیج میں چہچہانا ہے۔

مجھے امید ہے کہ آنے والے نعت خواں کی مترنم آواز سے آپ کے

پژمردگی دور ہو جائیگی اور ان کے ترنم سے مجمع میں ایک نئی زندگی پیدا ہو گی
تو لیجئے آپ کے اس تقاضہ کو پورا کرنے کیلئے ایک قدآور شخصیت
اور سرزمین ..... سے تشریف لانیوالے مدّاحِ مشیّت جناب محمود
غازی صاحب کو اس شعر کے ساتھ نعت پیش کرنیکی دعوت دے رہا ہوں۔

کہ ؎ اے جانِ وفا جلوہ دکھانے کیلئے آ۔ اس کاشانۂ گلشن کو سجانے کیلئے آ
بیتاب نگاہوں کا بھرم ٹوٹ نہ جائے اس سوئی ہوئی محفل کو جگانے کیلئے آ

دعوتِ تقریر

★ پاسبانِ ملت و رہنمایانِ قوم ! اب تک آپ تمہیدی پروگرام سماعت فرما رہے تھے۔ تمہیدی پروگرام کے تحت جو کچھ پیش کیا گیا وہ اصولِ اجلاس میں سے تو نہ تھے البتہ مبادیاتِ اجلاس کی قبیل سے تھے جن کا بصیرت کیلئے مقدمۃ الاجلاس کے طور پر پیش کیا جانا عین مناسب اور نہایت موزوں تھا۔

حضرات ! اس تمہیدی و ضمنی پروگرام کے بعد "بر سرِ مطلب آمدم" کے ضابطے کے مطابق اب میں آپ کے سامنے مختلف النوع پروگرام کا نظارہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلے کی سب سے پہلی کڑی برادرِ عزیز جناب غازی مظفر عابدی صاحب ہوں گے ــــ میں موصوف محترم کو ..... کے موضوع پر طبع آزمائی کی دعوت دے رہا ہوں۔ آپ حضرات ہمہ تن گوش ہو کر موصوف کی دلپذیر تقریر سماعت فرمائیں جناب غازی مظفر عابدی صاحب تشریف لائیں اور اپنی طلاقتِ لسانی سے سماں باندھیں۔

اساطینِ امت ! یہ تھے سلسلۂ پروگرام کے سب سے پہلے مقرر جناب غازی مظفر عابدی صاحب جو اپنی گل افشانیِ گفتار سے آپ کو محظوظ کر رہے تھے ؎

★ اب آپ ایک دوسرے بیباک مقرر اور باکمال خطیب جناب غازی عمر حمیدی صاحب سے سیرت کے موضوع پر ایک پُر مغز اور معنیٰ خیز تقریر سماعت فرمانے کیلئے اپنی اپنی قوتِ سامعہ کو متوجہ و مجتمع فرما لیں۔ ان شاء اللہ آپ آنیوالے مقرر کے لب و لہجے کو پُرکشش اور اندازِ بیان کو جاذب پائیں گے۔ بلکہ مزید برآں میں تو یہ کہنے کی جسارت کرتا ہوں کہ آپ انھیں ان کی محنت کی داد دیئے بغیر نہیں رہیں گے ــــ میں موصوف کو اس شعر کے ساتھ دعوتِ اسٹیج دے رہا ہوں۔

؎ پلا ساقی خمار آئے نہ آئے
یہ پھر دورِ بہار آئے نہ آئے

●●●

؎ قلم اشجار ہوں سارے سمندر روشنائی ہو
مکمل ہو نہیں سکتی مگر سیرت محمدؐ کی

سلاطینِ علم و فن ! میرا خیال ہے اور اپنے تئیں میں اپنے آپ کو اس خیال و گمان میں صحیح گردانتا ہوں کہ موصوف کو دعوتِ خطابت دیتے وقت جو کچھ کہا تھا اسے سچ کر دکھایا۔ اور اپنے مخصوص لب و لہجہ اور شگفتہ بیانی سے مجمع کو داد دینے پر مجبور کر دیا۔

★ حضرات ! آج اسلام اور مسلم معاشرہ میں عورتوں کی حیثیت اور ان کے مرتبے کے بارے میں مباحثہ کا سلسلہ تیز تر ہوگیا ہے کہ اسلام عورتوں کی حفاظت نہیں کرتا۔ آج دنیا میں یہ بات عام کیجا رہی ہے کہ یورپ نے جو حقوق عورتوں کو دیئے ہیں وہ کسی نے نہیں دیتے ۔ مسلم سماج میں عورتوں کے ساتھ ہونیوالے برتاؤ کو اتنے حیرت انگیز اور مبالغہ آمیز انداز میں پیش کرنے کا مطلب اسلام دشمنی کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے ؟ اسلئے کہ اسلام نے عورتوں کو ان کا حق دیا۔ ان کو زندہ درگور ہونے سے بچایا۔ میں ان کم عقلوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر اسلام عورتوں کی حفاظت نہیں کرتا تو اسلام سے پہلے کون تھا جس نے عورت کو وقار اور بلند مقام عطا کیا ؟

حضرات ! یہ تاریخ ہمارے یہاں کے ہندو مسلم سبھی جانتے ہیں میں آپکو مختصر بتادوں کہ بچے کو عورت جس گھر میں جنم دینے والی ہوتی تھی اس گھر میں قبر پہلے سے تیار کی جاتی تھی۔ لڑکا پیدا ہوا تو ماں کی گود میں اسے حفاظت مل گئی۔ لڑکی پیدا ہوئی تو باپ اس کو زندہ ہی اسی قبر میں دفن کردیتا۔ اہلِ عرب کا ایک محاورہ تھا کہ " قبر ہماری داماد ہے " تو اسلام کے آنے سے پہلے لڑکیاں زندہ درگور کیجاتی رہیں یہ اس زمانے کے سماج میں عورت کا مقام تھا ۔ اور ہندوستان کا کیا حال تھا۔ ہندوستانی ہندوؤں کی تاریخ بتاتی ہے کہ ۱۶ سال کی کنواری لڑکی آج اس کا کنیادان ہوا کل اس کا پتی مر گیا۔ تو اب اس لڑکی کو جینے کا حق یہ ہندی ہندوؤں کا سماج اجازت نہیں دیتا تھا۔ بنامِ دھرم۔ بنامِ مذہب ۔ بنامِ پوجا ۔ اس عورت کے ساتھ ہندو سماج سلوک یہ کرتا تھا کہ ہسبنڈ کے ختم ہوجانے کے بعد۔ شوہر کے مرجانے کے بعد۔ پتی کی جان نکل جانے کے بعد پتنی کو بھی پتی کی چتا پر زندہ جلا کر ستی کردیا جاتا تھا۔ یہ ہندو سماج تھا !

اب ذرا پلٹئے اسلام کی طرف۔ اسلام آیا تو اس نے کیا کیا ؟ اس کو تفصیلاً آپ کے سامنے بیان کرنے کیلئے تشریف لا رہے ہیں جناب محمد قاسم صاحب

جو آکر کے آپ کو بتائیں گے کہ عورت کو مقام بلند مذہب اسلام نے عطا کیا ہے یا دنیا کے کسی اور مذہب نے ۔ نیز آج کی اسی مجلس میں یہ بھی واضح کریں گے کہ پردہ عورتوں کیلئے رحمت ہے یا زحمت ؟۔

●●●

✪ حضرات ! مقرر موصوف نے اپنی انقلاب آفریں تقریر میں قرآنی آیات کے علاوہ مورخین کے اقوال سے بھی پردے کی تائید میں ثبوت پیش کیا نیز عورتوں کے مقام اور ان کے حقوق کے بارے میں یونانی ، چینی ، ہندی نظریہ کیا تھا اس کو خوب خوب واضح کیا۔ اس موضوع پر مجھے اب گفتگو نہیں کرنی ہے فقط ایک بات ان عقل کے دشمنوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہوس پرستی کا چشمہ اتار کر عقل کا عینک ڈال کر ملک روما کی تاریخ کا مطالعہ کرو ــــ وہاں بھی عورتوں کو گھروں سے نکال کر ہوٹلوں ، پارکوں ، کلبوں کی زینت بنایا گیا تھا انھیں دفتروں میں بڑے بڑے مناصب دیئے گئے۔ لبس کیا تھا ؟ اسی آزادی کا فائدہ اٹھا کر وہاں کی عورتوں نے تباہی و بربادی کا وہ طوفان برپا کیا کہ آج دنیا کے نقشے پر " روما " کا نام بڑی مشکل سے ملتا ہے ۔

★ صدر محترم و معزز سامعین ! یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ۱۱۵ھ کے اوائل میں مکہ کی سنگ لاخ وادیوں سے نور کی ایک ایسی کرن پھوٹی جس نے پلک جھپکتے ہی جزیرۃ العرب کو منور کر دیا۔ پھر یکایک انسانی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ گویا کہ یہ ایک معلم اخلاق تھا جس کی تعریف و توصیف بیان کرنے کیلئے نفوس کے قلم اٹھے اور سمندروں کے سمندر روشنائی ختم کر ڈالے مگر لاچار انھیں لکھنا پڑا۔

کہ... ہمیں کیا معلوم کیا تم ہو خدا جانے کہ کیا تم ہو

جس کی حقیقت لاکھوں زبان و بیان کے بے تاج بادشاہوں نے بھی بیان کی۔ مگر انھیں تھک ہار کر بالآخر یہ کہنا پڑا۔

" کہاں ہم اور کہاں وہ نکہتِ گل " یہ سب کچھ ہے مگر ایک عاشق کی سچی پسند وہ ہوتی ہے کہ اس کے سامنے اس کے محبوب کے وہ تذکرے ہوں جس کا سلسلہ کہیں جا کر ختم نہ ہو —— تو لیجئے میں اپنی بات کو یہیں ختم کرتے ہوئے جناب غازی افضال الٰہی صاحب کو دعوتِ سخن دیتا ہوں جو دراصل اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔

موصوف تشریف لائیں اور سیرتِ پاک کے موضوع پر اپنے خطاب سے سامعین کو محظوظ فرمائیں۔

●●●●●

★ دوستو ! حدیث پاک میں آیا ہے اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ طَالِبُہَا کِلَابٌ حالات ماضی اور مشاہدہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس عالم رنگ و بو کے فلک بوس پہاڑوں خوشنما پھل پھول، رنگ برنگ کے سبز و شاداب چمن، دریاؤں، آنکھوں کو خیرہ کر دینے والے زر و جواہرات کے جال میں پھنس کر بنی نوع انسانی نے خدا —— اور فرستادہ خدا سے خوامخواہ ٹکرانے کا ایک سنگین جرم اختیار کیا اور ہادی کے پیغام

پر توجہ نہیں دی —— آپ جانتے ہیں اس کی پاداش میں اسے ضلالت و گمراہی کے غار عمیق میں جانا پڑا۔ دکھ کی بات یہ ہے کہ جرم عظیم کا یہ سلسلہ بجائے رکنے کے اپنے نشیب و فراز سے گذرتا رہا یہاں تک کہ ایک بار پھر نیا روپ دھار کر دنیائے انسانیت کے سامنے نمودار ہوا۔ اس سے میرا اشارہ فتنہ قادیانیت کی طرف ہے یہ وہ فتنہ ہے جسے انگریزی حکومت نے پیدا کیا، پروان چڑھایا اور ان کے ہی بقول " وہ انگریزی حکومت کا خود کاشتہ پودا ہے "

ہمارے اور آپ کے درمیان مقرر شیریں بیاں جناب غازی مظفر عابدی صاحب تشریف فرما ہیں ان سے درخواست ہے کہ موصوف تشریف لائیں اور فتنہ قادیانیت سے روشناس کرائیں۔ میں اپنے اس بیباک مقرر کو اس شعر کے ساتھ دعوت سخن دے رہا ہوں۔ کہ ..

چپ رہنا بھی ہے ظلم کی تائید میں شامل حق بات کہو جرأت اظہار نہ بیچو

بر سر مائک جناب غازی مظفر عابدی صاحب

●●●●●

★ حضرات ! اب میں ایک ایسے خطیب کو آواز دے رہا ہوں جن کا وطنی تعلق ضلع ...... کے دار السلطنت سرزمین ...... سے ہے جن کا نام نامی اسم گرامی میری زبان پر بڑے ہی ادب و احترام کے ساتھ آ رہا ہے۔ اس بنا پر نہیں کہ وہ ایک رئیس گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسلئے نہیں کہ وہ ایک صاحب قیادت خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں۔ اس وجہ سے نہیں کہ وہ ضلع .... کے مرکزی ... کے باشی ہیں۔

بلکہ اس بنا پر کہ وہ اپنے محاسنِ اخلاق اور علمی امتیاز کی بنا پر قابل تعظیم ہیں اسلئے کہ وہ اپنے مکارمِ اخلاق کی روشنی میں لائقِ قدر ہیں۔ اسلئے کہ وہ جید الاستعداد

اور شوقین طالب علم ہیں ۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ وہ اپنی نکوکاری و سعادتمندانہ اعمال کی روشنی میں اسم بامسمیٰ ہیں ۔ اور ان سے یہ امید وابستہ ہے کہ مستقبل قریب میں نہ سہی مستقبل بعید میں شاید مَن عَادَیٰ لِی ولیًّا فَقَدْ اٰذَنتُہٗ بالحَرب کے مصداق قرار پائیں گے ۔

حضرات ! میری اس تمہید کے بعد شاید آپ نام کا بھی سراغ لگا چکے ہوں گے ، لیجئے میں صراحت بھی کر دیتا ہوں ۔ میری مراد جناب مولوی غیاث مسعود صاحب ہیں جو سالِ ۔۔۔ کے ممتاز طالب علم ہیں ۔ آپ ان سے ۔۔۔۔۔۔ کے موضوع پر ایک پُر اثر تقریر سماعت فرمائیں ۔

●●●

دوستو ! یہ تھے جناب غیاث مسعود صاحب جو نہایت ہی بہتر اسلوب میں اپنی ما فی الضمیر کو آپ کے سامنے پیش کر رہے تھے ۔

———●●●●●———

★ حضرات عالی مرتبت ! جیسا کہ یہ امر آپ سے مخفی نہیں کہ دنیا چند روزہ ہے اور آخرت دائمی ولافانی ہے ـــــ اس موضوع کی تنقیح کامل کیلئے میں مولانا خالد زبیر اسامہ صاحب سے مودبانہ گزارش کروں گا ۔

آپ حضرات ان کے بیان کو دنیا سے بیزارانہ رجحان اور آخرت کے شوق منزل دھیان سے سنیں ۔

؎ اے بندۂ غافل نہ کبھی آخرت کو بھول   فرمان کبریا ہے یہ نصیحت رسول

مولانا خالد زبیر اسامہ صاحب تشریف لائیں

●●●

حضرات ! آپ نے آخرت سے متعلق ایک بصیرت افروز تقریر سماعت

فرمائی ـــــ موصوف کی تقریر کا ہر ہر لفظ ہمیں دنیا سے بے رغبتی اور فکر آخرت کی دعوت دے رہا تھا ۔

———●●●●———

★ محترم شرکار مجلس ! آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں جابجا ایمان و اعمال صالحہ کے مابین باہمی تلازم مذکور ہے ۔ درحقیقت ایمان کی حلاوت نہا خانۂ دل میں اسی وقت کماحقہٗ محسوس ہوتی ہے جبکہ اعضاء و جوارح اعمال صالحہ پر کاربند ہوں ـــ یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے ـــ اس حقیقت کو اجمالاً واشگاف کرنے کیلئے رفیق مکرم جناب مصطفیٰ رشید صاحب تشریف لا رہے ہیں ۔ میں موصوف کا اس شعر کے ساتھ استقبال کرتا ہوں کہ ....

ہزار راستے آنکھوں کے سامنے ہیں مگر

مجھے تلاش ہے جس کی وہ راستہ دیدے

●●●

دوستو ! رفیق موصوف نے اپنی تقریر کے ذریعہ ایمانی حلاوت کی چاشنی اور اعمالِ صالحہ سے آراستگی کو خوب خوب واضح کیا ۔

گویا ...   ایمان کی حلاوت راس آئیگی اسی کو

اعمال صالحہ سے ، آراستہ جو ہوگا

خدائے پاک ہمیں مذکورہ بالا دونوں دولتوں سے مالا مال فرمائے (آمین)

———●●●●●———

★ اس قوم کا زوال یقینی ہے اے صبا

وہ قوم جس نے خود کو منظم نہیں کیا

حضرات ! اگر آپ اقوام عالم کی تاریخ کا مطالعہ فرمائیں تو یہ حقیقت عیاں

ہوکر سامنے آئیگی کہ جو بھی قوم زوال پذیر اور انحطاط بردوش ہوتی ہے۔ اس کی خلفیات میں تشتت وانتشار اور تفرقہ بازی کا خصوصی عمل دخل رہا ہے۔

کیونکہ .. اہل دانش کا یقیناً ہے یہ قطعی فیصلہ
تفرقہ جس قوم میں ہو وہ پنپ سکتی نہیں

آیئے تفرقہ بازی کے مضرات ومفرات پر بھرپور تبصرہ کرنے کیلئے میں دعوت سخن دے رہا ہوں اپنے ایک ساتھی جناب رحمت اللہ احمدی صاحب کو ______ موصوف تشریف لائیں

●●●

کامیابی کیلئے ہے شرط اول اتحاد
وہ سدا ناکام ہیں جن میں نہیں ہے اتحاد

آپ نے تفرقہ بازی کی خرابیوں اور اس کے دور رس نتائج پر سیر حاصل بحث سماعت فرمائی — ہم سب کیلئے تفرقہ بازی سے اجتناب کلی ضروری ہے۔

———●●●●●———

★ دوستو ! اب میں بغیر کسی تاخیر وتمہید کے۔ انجمن ہٰذا کے ایک اہم رکن عصر حاضر کے ابھرتے ہوئے نوجوان شعلہ بیان مقرر جناب رشید اشرف صاحب سے درخواست کروں گا کہ آپ تشریف لائیں اور اسلاف اور ہمارا حالات کے موضوع پر خطاب فرمائیں۔

●●●

ہمارے معزز رفیق نے اپنی تقریر میں اسلاف واکابر کے زندۂ جاوید کارناموں کا تفصیلاً احاطہ کیا۔ یہ ایک مسلم حقیقت ہے۔ وہ ہمارے ہی اسلاف تھے کہ جنہوں نے طوفان حوادث کا رخ موڑ دیا۔ پہاڑوں کی بلند چوٹیوں کو روند ڈالا، سمندروں اور

دریاؤں کے سینوں کو چیر ڈالا، اور حوادث ومصائب کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ کاش ہمیں بھی وہی حوصلے اور ولولے نصیب ہو جائیں۔

———●●●●●———

★ حضرات ! ہفتہ میں سات دن ہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر سے ہر دن کی الگ الگ کچھ نہ کچھ خصوصیات وامتیازات ہیں۔ لیکن جمعہ کی فضیلت وبرتری ان سب میں مزید تر اور سب پر فائق ہے۔

شہِ دیں نے جمعہ کو سید الایام فرمایا
جمعہ کے نیک کاموں کا بیاں انعام فرمایا

میں یوم جمعہ اور اس میں کئے جانیوالے نیک کاموں کے فضائل کو بیان کرنے کیلئے رفیق محترم جناب غازی محمد حافظ صاحب کو آواز دے رہا ہوں۔ موصوف تشریف لائیں۔

———●●●●●———

★ دوستو ! یہ کون کہہ سکتا تھا کہ جس ملک کی آزادی کیلئے مسلمانوں نے تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا۔ ... جسکو آراستہ وپیراستہ کرنے کے لئے اپنا سارا سرمایہ نچھاور کر دیا۔ اپنے گرم خونوں سے آزادی کو سینچا، جیل کی کوٹھریوں کو آباد کیا، جلاوطنی کی زندگی گذاری اور اپنا سب کچھ دیکر ملک آزاد کرایا۔

آج اسی ملک میں وہ غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کیے جائیں گے۔ یہ کس کو معلوم تھا کہ خون کا آخری قطرہ تک پیش کرنے کے بعد بھی وہ ننگ چمن اور غدار وطن کہلائیں گے۔ اور وفا شعار مسلمانوں کیلئے ہندوستان کی زمین اتنی وسعتوں کے باوجود ایک تنگ نائے بن جائیگی۔

سامعین ! دراصل بات یہ ہے کہ آنیوالی آزادی کے چہرے پر کچھ لکھا ہوا

نہیں تھا بلکہ اس کے ماتھے کا جھومر اتنا خوبصورت تھا کہ لوگوں کے تمام حواس اس پر قربان ہو گئے ـــــ آزادی کا خاکہ مرتب کرنیوالوں نے بڑی چابکدستی سے کام لیا تھا ـــــ سچی بات تو یہ ہے کہ آزادی کا وہ نقشہ طاقِ نسیان بن گیا اور مسلمانانِ ہند آزادی کی سرحدوں سے بربادی کی قبرستان تک پہنچ گئے۔

ہم اس داستانِ خوں چکاں کو کس طرح بیان کریں۔

شاید کہ نظر پہنچے تیری فہم انساں تک
؎ اے صبح چمن پردر جل شام غریباں تک

اس تلخ حقیقت اور تاریخی شہادت کو آپ کے سامنے بیان کرنے کیلئے تشریف لا رہے ہیں سرخیلِ انجمن جناب بھائی عبدالحمید صاحب۔

ــــــــ●●●●●ــــــــ

★ حضرات! زندگی کیا ہے؟ جہدِ مسلسل، سعیِ پیہم، لگاتار محنت و مشقت اور مستقل جہاد ہے۔ آدمی ہر آن اس کے گیسو سنوارنے میں منہمک رہتا ہے۔ اس کے نوک و پلک کو درست کرتا ہے۔ اپنی ساری توانائی بے دریغ خرچ کرتا ہے۔ تب کہیں جا کر وہ کسی کام کا ثابت ہوتا ہے۔ دنیا میں رہ کر کچھ خدمات انجام دیتا ہے اور رہبر و رہنما بنتا ہے۔

دوستو! عمل کے بغیر زندگی میں نہ کہیں وہ منزل مل سکتی ہے جس کے ہم متلاشی ہیں۔ اور نہ ہمارے اندر ثبات قدمی اور اسلاف کی شان پیدا ہو سکتی ہے جب تک ہم رضائے الٰہی و خوشنودیِ رب کیلئے اپنے عمل کو خدائی آئین کے تابع نہ کرلیں۔ ہم صراطِ مستقیم پر گامزن نہیں ہو سکتے۔

علامہ اقبال نے اسی حقیقت کو واشگاف کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ ...

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی   یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اس موضوع پر تفصیلی روشنی ڈالنے کیلئے تشریف لا رہے ہیں جناب رئیس مصطفیٰ صاحب۔

ــــــــ●●●●●ــــــــ

★ وقت کی گنجائش کو سامنے رکھتے ہوئے انجمن کے نصب العین اور بنیادی عنصر کو اب باضابطہ طور پر پیش کیا جائے گا۔

دوستو! یہی فرزندِ آدم ہے کہ جس کے اشکِ خونیں سے
کیا ہے حضرت یزداں نے دریاؤں کو طوفانی
؎ فلک کو کیا خبر یہ خاکداں کس کا نشیمن ہے
غرض انجم سے ہے کس کے شبستاں کی نگہبانی

چند اعضاء انسانی سے مرکب اس انسان کی حقیقت محض گوشت و پوست کے لوتھڑے کی نہیں ہے بلکہ خالقِ کائنات نے اسے اشرف المخلوقات بنایا ہے اور بلند پایہ خطاب سے نوازا ہے اور خلافت و نیابت کی عظیم الشان ذمہ داری اس کے سپرد کی ہے۔ جس کے صدقے میں ذروں سے لیکر پہاڑوں تک، قطروں سے لیکر دریاؤں تک پر اسکی حکمرانی قائم ہے ـــــ نباتات ہوں یا جمادات، حیوانات ہوں یا جنات، حتیٰ کہ نورانی مخلوق فرشتے بھی اس کے عظیم مرتبے کو نہیں پا سکتے ہیں مگر آج کا انسان اپنے بلند مقام سے بے بہرہ ہو کر خود اپنے زوال کا سبب بنا ہوا ہے۔

؎ نہ تو زمیں کیلئے ہے نہ آسماں کیلئے
جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کیلئے

تو لیجئے پُرآشوب سناٹے میں عوام اس خوابیدہ احساس کو بیدار کرنے کیلئے خود ایک بیدار مغز اور عصرِ حاضر کے ابھرتے ہوئے نوجوان مقرر جناب مولانا منیر القاسمی صاحب کو آواز دیتا ہوں کہ حضور والا تشریف لائیں اور

جی ڈی ایف فائل

سحر انگیز خطابت سے انسان کے خوابیدہ احساس کو بیدار کریں۔

●●●

واقعی معزز موصوف نے ہمارے سوتے ہوئے جذبات کو جھنجوڑ دیا اور موضوع مطلوب کے ساتھ انصاف کر کے عظمت انسان کا تصور ہر شخص کے ذہن میں موجزن کر دیا۔ امید ہے کہ موصوف مستقبل میں ہمارے اچھے رہبر و رہنما ثابت ہوں گے۔

———●●●●●———

★ مٹنے ہی نہیں دیں گے اسلاف کی ورثے کو ۔۔۔ بابر کی نشانی کو سجدوں سے سجائیں گے
ایوانِ حکومت تک اس بات کو پہونچا دو ۔۔۔ اب کُل کے مسلماں بھی میدان میں آئینگے

انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ نعرہ ہم نے ہی لگایا تھا مگر آج اس کا ردِ عمل کچھ نہیں۔ نہ ہی وہ مزاج رہا اور نہ ہمت و عزیمت کا وہ جذبہ رہا جو ہمارے اسلاف رکھتے تھے ـــ جس کو موجودہ تاریکیوں میں مشعلِ راہ بنا کر جینے کے عزائم بلند کر سکیں ـ قیصر و کسریٰ کے دربار میں پہنچ کر مسلمانوں نے انقلاب برپا کیا۔ اسلاف کی شان تھی کہ وہ پہاڑوں کی بلندیوں اور سمندروں کی موجوں سے بے خوف و خطر گذر جایا کرتے تھے ـــ ٹینکوں اور توپوں کے سامنے سینہ سپر ہو جایا کرتے تھے ـــ یہی وجہ ہے کہ اسلاف کی شان اور ہمارے حال میں زمین و آسمان کا فرق ہے ـــ ان کے یہاں خوشحالی تھی ہمارے یہاں زبوں حالی ہے۔ ہماری آبروئیں نیلام ہوں یا عبادت گاہوں کو شہید کیا جائے مـــگـــر ہم خاموشی سے برداشت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ حد ہے کہ ملک سے نکال پھینکنے کی سازش چل رہی ہے مگر ہمارے جذبات میں نہ کوئی حرکت ہے نہ کوئی جنبش۔

؎ رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے ۔۔۔ وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ، قربانی و حج ۔۔۔ یہ سب باقی ہے تو باقی نہیں ہے

تو پیش ہے ماضی اور حال کا ایک تجزیہ ـ اس نازک ترین موضوع پر زبان طرازی کرنے کیلئے تشریف لا رہے ہیں۔ مشرق کے ایک نوجوان معزز جن کی نظر وسیع ہے اور تاریخ پر اچھی نظر رکھتے ہیں ـــ جو ضلع .... کے قصبہ ... سے تعلق رکھتے ہیں۔ جنہیں آپ اسامہ زبیر کے نام سے یاد کرتے ہیں ـ میں ان سے گذارش کروں گا کہ موصوف تشریف لائیں اور موضوع مذکور پر اپنے مخصوص انداز میں روشنی ڈالیں۔ تاکہ خواص و عوام محسوس کر سکیں کہ وہ کیا تھے اور کیا ہو گئے؟ کہاں چلے تھے اور کہاں پہنچے؟

●●●

انداز بیان کی انفرادیت اور اسلوبِ خطابت کا اچھوتا پن واقعی قابلِ داد اور لائقِ تعریف ہے ـ یہ صدائے بازگشت ہمیشہ دلوں میں موجزن رہے گی۔ کہ ...

مشرق سے ہو بیزار مغرب سے گذر کر
فطرت کا اشارہ ہے ہر شب کو سحر کر

———●●●●●———

★ انس و محبت کے فلسفی آئے ، اخلاق و نظریات کے بڑے بڑے معلم آئے ، وہ سب اپنے اپنے وقت کی ضرورت تھے ـ لیکن جب یہ دنیا مادہ پرستی کے عروج پر آئی اور اپنی اخلاقی گراوٹ کی وجہ سے جہنم میں گرنے والی تھی تو اس دور کیلئے وہ آخری رسول آیا جو انسانی آزادی و مساوات کا عملی پیکر تھا۔ آسمانی صداقت کا آفتاب و ماہتاب تھا ، کیونکہ ایسے پُر آشوب دور میں اخلاق و روحانیت کا آفتاب اس تاریک دنیا کو بقعۂ نور بنا سکتا تھا ـــ

کفر و شرک کا گہرا بادل چھٹ نہیں سکتا تھا، اور دیو قامت بت پاش پاش نہیں ہو سکتے تھے۔

حضرات ! اس عالم رنگ و بو میں بارہا روح پرور بہاریں آئیں۔ مگر بہت جلد انسانوں کے اعمال و اخلاق نے روند ڈالا اور دنیا کو جہنم بنا دیا۔ انسان انسان کا دشمن بن گیا۔ سرمایہ داروں نے کمزور اور ناتوانوں کا جینا دو بھر کر دیا۔ امن و امان باقی نہیں رہا۔ عفت و عصمت کی کوئی قدر و قیمت باقی نہیں رہی۔ حد یہ کر دی کہ اپنے ہاتھوں کی تراشی ہوئی مورتیوں کی پوجا کرنے لگے۔ انسانی شرافت خاک میں مل گئی ـــــ ایسے نازک وقت میں غیرت حق کو جوش آیا اور فخر رسل سید الکونین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول بنا کر انسانوں کی ہدایت کیلئے بھیجا ـــــ پھر کیا ہوا ؟

اسکو بیان کرنے کیلئے گنجینۂ علم و عرفاں، معدنِ علم و حقائق، آفتاب رشد و ہدایت، اخلاقِ فاضلہ کے پیکر، اوصافِ حمیدہ کے محور، بحرِ عشقِ نبویؐ کے سچے غواص، نباضِ قوم حضرت مولانا منیر القاسمی حب تشریف لا رہے ہیں میں موصوف محترم کا اس شعر کے ساتھ استقبال کرتا ہوں۔

کہ .... دیکھی ہے جھلک تیری ہنستے ہوئے تاروں میں
تم سا کوئی پھول نہیں دنیا کی بہاروں میں

برسرِ مائک جناب مولانا منیر القاسمی صاحب

ـــــ●●●●●ـــــ

★ معزز حاضرین! ایک قدسی حدیث پاک میں ہے مَن عَاذَ لِی ولِیًا فقد آذنتہ بالحرب یعنی خدائے پاک کا ارشاد ہے کہ جو میرے کسی ولی نیک بندے کو ستائے اس کیلئے اعلان جنگ ہے۔ اس مختصر سی حدیث کو وضاحت خیز تقریر کے ذریعہ بیان کرنے کیلئے

ہمارے کمسن مگر خوش بیان ساتھی عزیزم حافظ محمد احمد صاحب رونقِ اسٹیج ہو رہے ہیں ـــــ موصوف تشریف لائیں۔

ـــــ●●●●●ـــــ

★ معزز حاضرین کرام ! اسلام ایک جامع شریعت ہے۔ جس میں بنیادی اصولوں کو خوب منقح کیا گیا اور ساتھ ساتھ بدلتے ہوئے حالات کی رعایت، عرف و عادت اور زمان و مکان کے اختلاف سے پیدا ہونیوالے اثرات کا بھی اعتراف کیا گیا ہے ـــــ شریعت اسلام کے ہر ہر مسئلے بڑے صاف دستھرے ہوتے ہیں۔ ہر چھوٹے بڑے کی رعایت ملتی ہے ـــــ اگر حوائج انسانیہ کے ہر ہر شعبہ پر گہری نظر ڈالی جائے تو ہر ہر گوشے پر شریعت اسلام پیچیدہ مسائل کو منحل کر دیتا ہے، اور وہ طریقہ کار بتاتا ہے جسے انسان اپنی پوری زندگی بڑی آسانی سے گذار سکتا ہے ـــــ لھذا ہم کہہ سکتے ہیں۔

اگر شریعتِ اسلام کے صرف فقہی مسائل پر غور کیا جائے تو اسمیں ہمیں

عبادت و ریاضت کا طریقہ ملتا ہے
سیادت و قیادت کا ڈھنگ ملتا ہے
سیاحت و لطافت کا راستہ ملتا ہے
تجارت و زراعت کا گُر ملتا ہے
تہذیب و تمدن کا سبق ملتا ہے
صلہ رحمی و حسن اخلاق کا تحفہ ملتا ہے
ظلم و بربریت کو مٹانے اور امن و آشتی کا پیغام ملتا ہے

العَرضُ فقہ اسلامی کے ہر باب ایسے کھلے ہوئے ہیں اور اس کے

طریقۂ کار ایسی وسعتیں ہیں ـــــ کہ ہر شخص اپنی پوری زندگی بڑی آسانی اور اطاعت گذاری و اطاعت رسول کے ساتھ گذار سکتا ہے۔

تو لیجئے "فقہ اسلامی اور اس کا توسیعی دائرہ" کے موضوع پر گفتگو کرنے کیلئے میں اپنے ایک نوجوان مقرر جناب نسیم اختر ایوبی صاحب کو دعوت سخن دے رہا ہوں ـــــ تاکہ آپ حضرات اس موضوع کو اچھی طرح ذہن نشین کر سکیں اور فقہ اسلامی کی وسعت اور اس کے خدوخال اور اس کی نزاکت و لطافت، اس کی گہرائی و گیرائی اس کے حقائق و دقائق کو بآسانی سمجھ سکیں۔

میں موصوف کو اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹیج دے رہا ہوں۔

کہ ... فلک سے توڑ کر دیکھو ستارے لوگ لاتے ہیں
مگر میں وہ نہیں لایا جو سارے لوگ لاتے ہیں

مائک پر نوجوان مقرر جناب نسیم اختر ایوبی صاحب

ــــــــ●●●●●ــــــــ

★ ؎ ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ـــ ہو جا

ایک معمولی جماعت یا قوم جب زیور اتحاد سے آراستہ و پیراستہ ہو جاتی ہے تو ہر کس و ناکس ایک دوسرے کو معزز و محترم تصور کرنے لگتا ہے۔ تعلق و آئینہ داری کی ایسی آہنی دیوار کھڑی ہو جاتی ہے کہ توپوں اور بموں کے دھماکے بھی ماند پڑ جاتے ہیں۔ اگر افراد، قومیت کے شیرازے ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ نہ ہوں تو نظام قدرت انکو صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیتا ہے۔ "گلاب کی پنکھڑیوں کو بکھیر دیا جائے تو گلشن میں اس کی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی" بالکل یہی مثال ایک قوم یا جماعت کی ہے۔ میں مزید طوالت سے گریز

کرتے ہوئے اور اپنی بات اس شعر پر ختم کرتے ہوئے۔

کہ ... متحد ہو گے تو کہلاؤ گے غازی مومن
منتشر ہو گے تو قصّوں میں سنایا ہو گا

جناب مولانا رحمت علی کامل صاحب کو دعوت سخن دونگا کہ جناب والا تشریف لائیں اور خطابت کے انوکھے انداز میں موضوع مذکور پر لب کشائی کریں۔

برسر مائک جناب مولانا رحمت علی کامل صاحب

ــــــــ●●●●●ــــــــ

★ سامعین والاشیم! آپ نے بارہا پڑھا اور سنا ہوگا کہ صدقات و خیرات دینے میں اخلاص کی ضرورت ہے۔ جس میں بخل اور اس کی تکذیب انتہائی قبیح و شنیع امر ہے ـــــ لیکن کسی بندۂ مومن کے اخلاص و ایثار کا اس درجہ بڑھنا اور مقبول ہو جانا کہ اس کی مدح و ستائش میں قرآن کریم کی آیات کا نزول ہو جائے یہ اس کے اخلاص و ایثار کے غایت درجہ مقبول و ماجور عنداللہ ہونے کی بین و کامل دلیل ہے ـــــ اسی طرح کسی ملعون شخص کے بخل و تکذیب کی مذمت میں قرآن پاک کی آیات کا نازل ہونا اسکی انتہائی سفاہت و دنائت، خساست و رزالت کی شہادت ہے۔

ان دونوں پہلوؤں کو آیات قرآنیہ کی روشنی میں واضح کرنے کیلئے میں ایک ذہین و فہیم طالب علم جناب راغب جواد صاحب کو دعوت دے رہا ہوں حضور والا تشریف لائیں

●●●

✪ سامعین عظام! آپ نے سورۂ واللیل کی اجمالی تفسیر کی روشنی

میں جہاں ایک طرف سراپا مخلص و پیکرِ ایثار، صدیق اکبرؓ کے مخلصانہ صدقات و خیرات کا ابدی تذکرہ سنا۔ وہیں دوسری طرف بد طینت و ملعون خلائق ابوجہل مردود کی فطری بخالت و سفاہت پر بھی سرمدی تذکرہ ملاحظہ فرمایا۔

خدائے پاک ہم سب کو دونوں میں سے اول الذکر کا پیروکار اور تابع نقوشِ قدم بنائے۔

دعوتِ مکالمہ

★ حضرات گرامی قدر! زندگی صرف غموں اور آنسو بہانے کا نام نہیں ہے بلکہ زندگی نغموں اور قہقہوں سے بھی عبارت ہے۔ اب یہ اور بات ہے کہ آدمی کسی وجہ سے کچھ دن ہنسنا نہ چاہے لیکن یہ طے شدہ بات ہے کہ اگر زندگی میں مسکراہٹیں اور قہقہے نہ ہوں تو زندگی روکھی پھیکی اور بے مزہ ہو جاتی ہے اور زندگی کے ایام بڑی مشکل سے گذرتے ہیں۔ زندگی عاشقوں کے فراق کی رات بنجاتی ہے اور کاٹے نہیں کٹتی۔ پہلو بدلتے بدلتے آدمی پریشان ہو جاتا ہے۔

تو آئیے زندگی کی تلخیوں سے کچھ لمحے نکال کر تھوڑی دیر ہنسنا بھی سیکھیں اور غموں کو ہلکا کرنیکی سعی کریں۔

ہنسنے ہنسانے کیلئے میری فہرست میں چند نام ہیں خالد زبیر اسامہ غیاث احمد، محسن شاہ، کمال کرخی یہ حضرات ایک مکالمہ پیش کریں گے جس کا عنوان ہے "طلباء مدارس عربیہ" یہ مکالمہ طنز و مزاح سے بھرپور

ہے، اسمیں مسرتیں بھی ہیں، آنسو بھی، مسکراہٹیں بھی ہیں رنج و کرب بھی۔ اسمیں طلباء کے سلگتے مسائل کا بھی سرسری جائزہ لیا گیا ہے اور ان کے ذہنی انتشار و خلفشار کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔

میں ان حضرات کو اس شعر کے ساتھ مکالمہ پیش کرنیکی زحمت دوں گا۔

کہ ...

دور پہ دور چلے جام کو رقصاں کرلیں
دوستو! آؤ علاج غم دوراں کرلیں

★ اربابِ دانش! آج کل سماج میں پھیلی ہوئی سیکڑوں برائیوں میں سے شادی بیاہ میں ہندوانہ رسم و رواج کا اپنانا اور پانی کی طرح ناموری کے لیے روپئے پیسے بہانا سرِ فہرست ہے۔ جس کے مہلک اثرات و خطرناک نتائج روز بروز دیکھنے میں آتے رہتے ہیں۔ جہیز کی ملعون دیوی بے شمار دوشیزاؤں کے حسین خوابوں کو شرمندۂ تعبیر نہیں ہونے دیتی۔

شادی بیاہ سے متعلق اسلام نے جو ضابطہ عمل مقرر کیا ہے وہی فلاح و کامرانی کا سبب بن سکتا ہے۔ تو لیجئے وہ اسلامی ضابطہ عمل ایک پُر مغز و دلچسپ مکالمہ کی صورت میں آپ حضرات کے سامنے پیش ہو رہا ہے۔ اس موضوع پر ناصحانہ و عبرت انگیز مکالمہ پیش کرنے کیلئے شعبۂ تقریر انجمن .... کے دو ہونہار، جید الاستعداد اور صاحب سلاست و روانی طالب علم جناب محمد حافظ صاحب و جناب اسامہ عبد اللہ صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ ان دونوں حضرات کو میں اس شعر کے ساتھ دعوت اسٹیج دے رہا ہوں۔

کہ ...

رہنے دے جامِ جم مجھے انجام جم سنا
کھل جائے جس سے آنکھ وہ افسانہ چاہیے

سامعین کرام ! اس کے بعد میں آپ کو ایک نوید جانفزا سناتا ہوں جسے سنکر آپ تمام احباب خوش ہوں گے اور خاکسار کو بھی خوشی ہو رہی ہے۔ کہ اب آپ کے سامنے انجمن ہذا کے دو افراد جناب غازی مصطفیٰ و جناب غازی عبدالحمید صاحبان "صفائی اور اسلام" کے عنوان پر ایک نہایت ہی دلچسپ و دلربا مکالمہ پیش کرنے جا رہے ہیں آپ جہاں جانبین کے لب و لہجہ اور اتار و چڑھاؤ سے لطف اندوز ہوں گے۔ وہیں مناظرانہ بلکہ حکیمانہ قوت استدلال سے بھی مسحور ہوں گے جناب غازی مصطفیٰ صاحب و جناب غازی عبدالحمید صاحب اسٹیج پر تشریف لائیں اور مکالمہ بعنوان "اسلام اور صفائی" پیش کریں۔

●●●

حاضرین کرام !

طہارت کی شریعت میں بڑی تاکید آئی ہے
عیاں قرآں میں دیکھو جا بجا حکم صفائی ہے

قرآن میں دیکھئے صفائی کو کس طرح سراہا گیا ہے۔ صفائی شریعت اسلامیہ کا ایک اٹوٹ حصہ ہے۔ گندگی اور ناپاکی ایک لمحہ کیلئے پسند نہیں ہے۔ اس کا مدلل ثبوت آپ کو پیش کئے گئے مکالمہ سے حاصل ہو چکا۔

●●●●●

★ علم از سامان حفظ زندگی است
علم از اسباب تقویم خودی است

علم کی جستجو و طلب جس طرح بھی کیجائے عبادت ہی کی ایک شکل ہے۔ علماء ہمیشہ اسلام کیلئے ایک قوت عظیم کا سرچشمہ رہے ہیں۔ علم ہی ایک ایسی شئی ہے

جو انسان کی شناخت اور اس کے تشخص کو ظاہر کرنے میں بیباک ہے۔ جہالت کی سیہ پوشی کو علم کا آفتاب ہی دور کرتا ہے۔ عالم اس صدف کے مثل ہے جس کے منھ میں ہر قطرۂ بارش پہونچ کر موتی بنجاتا ہے۔ اس کے برعکس دولت کا حال ہے۔ دولت آدمی کو دنیا پرست بنا دیتی ہے۔ انسان آرام و راحت میں پڑ کر اپنی حوصلہ مندی کو بھول جاتا ہے۔ لہٰذا علم و دولت کا تقابل اونٹ اور پہاڑ کے تقابل کے مانند ہے۔

تو لیجئے کچھ ایسے ہی مناظر پر مشتمل مکالمہ پیش کرنے کیلئے رونق اسٹیج ہو رہے ہیں جناب مولانا محمد حافظ صاحب و جناب مولانا کمال اشرفی صاحب جو آپ حضرات کو علم و دولت کے مقام و مرتبہ سے روشناس کرائیں گے

مجھ سے واقف ہے زمانہ علم میرا نام ہے
بخش دنیا آج و کشور میرا ادنیٰ کام ہے

جناب محمد حافظ و جناب کمال اشرفی صاحبان تشریف لائیں اور مکالمہ بعنوان "علم و دولت" پیش کریں۔

●●●

ماشاءاللہ موصوفین نے بڑے ہی اچھے انداز میں علم و دولت کی حقیقت کا انکشاف کیا خصوصاً تقابلی انداز تو بے حد مسرت بخش رہا۔

●●●●●

★ سامعین کرام ! جیسا کہ آپ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ اس متحرک و فعال دنیوی پلیٹ فارم پر انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر لاکھوں کی تعداد میں شب و روز مختلف المقاصد دور دراز اسفار کیلئے کمربستہ اور پابرکاب رہتا ہے۔ جن کے پس پردہ نہ کوئی دنیوی مفاد ہوتا ہے اور نہ کوئی اخروی منفعت۔ لیکن دوستو !

تحصیل علم کیلئے جو سفر کیا جاتا ہے اس کے قدم بقدم بے شمار نیکیاں اور بے بہا ثمرات مرقوم ہوتے ہیں ـــــ اس موضوع پر سیر حاصل روشنی ڈالنے کے لئے میں اپنے دو ساتھیوں کو مکلف بناؤں گا آپ حضرات عزیزم غیاث ریاضی و محبوب سعدی سلمہما کی زبانی ایک بیش بہا اور معلومات افزا مکالمہ سماعت فرمائیں ۔

ہم سے کھیلو ہمیں سوچو ، ہمیں محسوس کرو
ہم کھلونے بھی ، کہانی بھی ہیں احساس بھی ہیں

عزیزم غیاث ریاضی و محبوب سعدی سلمہما رونقِ اسٹیج ہوں اور مکالمہ بعنوان "تحصیل علم" پیش کریں :-

●●●●●

★ دوستو ! خدا آپ کی زندہ دلی کو شگفتہ و شاداب رکھے ۔ آپ نے محسوس کیا کہ یہ صاحب جو آپ کو اپنا کلام سنا رہے تھے انہوں نے بہت ہی خلوص کے ساتھ اپنے دلی جذبات و احساسات کو نذر فرمایا ـــــ دوستو ! میں چاہتا ہوں کہ کچھ دیر اور یہی رنگ و آہنگ برقرار رہے ۔ وقت تو کافی گذر چکا ہے آپ لوگ اب تک جس سنجیدگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اسے ادب دوستی کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے ؟ آیئے اب میں مکالمہ پیش کرنے کیلئے دو صغیر السن ساتھی عزیزم ارشد ایوب و نسیم ایوب سلمہما کو دعوت سخن دے رہا ہوں کہ وہ آئیں اور مکالمہ بعنوان "تعلیم و زراعت" پیش کریں ۔

●●●

تقابل کچھ نہیں ہے ، دیکھ تعلیم و زراعت میں
یہ نبیوں کی وراثت ہے وہ قارون و امیہ کی

شرکاء گرامی ! ہمارے دو کم سن ساتھیوں نے "تعلیم و زراعت" کے موضوع پر دلچسپ و پُر کیف اور سرور انگیں مکالمہ پیش کر کے موضوع کی جس خوش اسلوبی اور عمدگی کے ساتھ وضاحت کی ہے [illegible] کاش کہ ساری نسلِ انسانیت بالخصوص نسلِ نو تعلیمی مشاغل کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتی

●●●●●

دعوت برائے تعارفِ انجمن

★ اے اہل بزم اٹھو اور ہمہ تن گوش ہو جاؤ
یہ مبنی بر حقائق داستانِ انجمن سن لو

صاحبانِ مجد و کرم ! ہماری انجمن ...... طلبہ ضلع ...... صرف ایک تربیتی و تہذیبی انجمن ہی نہیں بلکہ ایک وسیع المقاصد اور کثیر المنافع تنظیم بھی ہے ۔ جس کے دامنِ فیض رساں سے مختلف شعبے وابستہ ہیں اور "ہر گلے را بوئے دیگر است" کے مطابق سب کے الگ الگ فائدے ہیں اور یہ ہم طلباء کیلئے بہت ضروری ہیں ۔

آیئے ہم اور آپ انجمن کے ہر شعبہ کی مکمل روداد اور تفصیلی تعارف ملاحظہ کر لیں ۔ اس کیلئے میں انجمن کے ایک وجیہ و جسیم رکن رکین جناب غیاث احمد صاحب کو زحمت دوں گا کہ وہ یہاں تشریف لائیں ۔ اور تفصیلی تعارفی خاکہ پیش کرنیکی زحمت گوارہ فرمائیں ۔

●●●

دوستو !

یہ رودادِ چمن تھی یا کتابِ زندگی ناصح
کہ ہر بابِ نہاں کو آشکارا کر دیا تو نے

یہ تھے جناب غیاث احمد صاحب جو انجمن .... طلبہ ضلع .... کے تمام متحرک شعبوں کا تفصیلی جائزہ پیش کر رہے تھے ۔ امید کہ موصوف کے تفصیلی تعارف سے انجمن اور اسکے قیام کا مقصد اور اسکے بنیادی اغراض و مقاصد آپکی سمجھ میں کلی طور پر آگئے ہونگے

●●●●●

دعوت برائے خطبۂ استقبالیہ

★ تو اب اس کے ساتھ ہی میں انجمن ہٰذا کے ایک دوسرے ذی شعور نمائندہ جناب خالد اسامہ صاحب کو حاضرین مہمانان کرام اور واردین عظام کی خدمت میں استقبالیہ پیش کرنے کیلئے درخواست کر رہا ہوں تاکہ وہ تمام افراد انجمن کی ترجمانی کرتے ہوتے فرض کفایہ کے طور پر ہمیں ہدیۂ تشکر و امتنان کے فریضہ سے سبکدوش کرتے ہوئے مَن لَم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ کی تہدید آمیز وعید کی زد سے بچائیں۔

خطبۂ استقبالیہ

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علیٰ نبیہ اما بعد،

حضرات مندوبین کرام و مہمانان عظام! آج کا دن ہماری اس بزم کے لئے یوم عید اور رات شب برات ہے کہ آج اس کے صحنِ چمن میں ایک ایسی قد آور شخصیت اور علم و عمل کا ایک ایسا گل ہزار رنگ قدم رنجہ ہوا ہے۔ جس کی آمد کی تمناؤں میں ہم نے کتنی ہی بے قراریوں کی کروٹیں بدلی ہیں۔ اور آج جب کہ وہ آپہنچا ہے۔ استقبال کی خاطر ہماری آنکھیں ہی نہیں بلکہ دل فرشِ راہ ہے۔ اور دل فرش راہ کیوں نہ ہو کہ یہ خوش کن گھڑیاں اور مسرت آمیز لمحے بار بار

میسر نہیں آتے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرات سامعین کرام! کسی بھی ادارہ اور انجمن کی ترقی و عروج کے لئے ضروری ہے کہ نوجوان طبقہ پوری تندہی، جوش عمل اور جہد مسلسل کے ساتھ اس کی آبیاری و شادابی کیلئے سرگرم عمل ہو۔ اس کی دن رات کی محنتیں اور جگر کاویاں اسے بلندی و عروج کے بام ثریا تک لانے کیلئے معروف کار ہوں۔ لیکن اس سے کہیں زیادہ ضروری ہے کہ اس انجمن، اکیڈمی یا ادارہ کو تجربہ کار اور منجھے ہوئے حضرات کی سرپرستی حاصل ہو۔ ان بزرگوں کی توجہات، مشوروں اور دعاؤں سے اس کا دامن مالا مال ہو۔ جن کی نظریں زمانے کے گردو پیش پر رہتی ہیں۔ جنہوں نے معرکۂ حیات کے نشیب و فراز کو دیکھا اور زندگی طویل دور سے گذری ہو اور مفید تجربات حاصل کیا ہو۔ جن کی آنکھیں شب بیداری کی عادی اور جن کے لب و دہن وقت سحرگاہی اور دعائے نیم شبی سے آشنا ہوں۔

ہم شرکا انجمن حضرت اقدس مولانا .... صاحب ... مدظلہ العالی صدر .... اتر پردیش، کی مبارک آمد پر تہہ دل سے شکر گذار ہیں۔ ہماری زبان حضرت والا کی تشریف آوری پر تہنیت و تبریک پیش کرنے کیلئے بیتاب ہے۔

حضرات حاضرین! ہمارے ممدوح کی ذات والاصفات مختلف اوصاف حسنہ کی حامل ہے۔ ہم ضرورت نہیں سمجھتے کہ آپ کی گوناگوں جہات پر روشنی ڈالیں۔ آپ کا ہر وصف ایک نیا رنگ و آہنگ رکھتا ہے۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ

زمانہ کی فریب زدہ آنکھیں اسے بھی فریب نہ سمجھ بیٹھیں۔ وہ آنکھیں جو ہمیشہ اپنی تعریفیں دیکھنے کی عادی ہو گئی ہیں۔ جن میں زور قلم سے مبالغہ آمیزیاں کر کے ایک تہی داماں شخص کو بھی مرتبت و منزلت کے عرش پر بٹھا دیا جاتا ہے۔ تو ہم مجبوراً ایک حقیقت کے اظہار سے رک جانے پر بھی مجبور ہیں۔ پھر یہ کہ ہمیں اس کی ضرورت کیا ہے؟ جبکہ ہمارا ممدوح تو آفتاب صفت ہے اور آفتاب کو انگلی اٹھا کر دکھانے کی ضرورت یا چراغ لیکر تلاش کرنیکی حاجت نہیں۔

مہمانان معظم! ہماری اس انجمن کا قیام طلبہ میں لسانی و قلمی صلاحیت کی افزونی ان میں مطالعہ کے شوق و رغبت کی تربیت، گوناگوں معلومات اور مختلف فنون سے واقفیت بہم پہنچانے اور ان میں اسلامی روح و وجدان کی پرورش کیلئے عمل میں آیا ہے۔ اس کے تحت طلبہ ضلع . . . . . کا ہفتہ واری پروگرام چلتا ہے۔ اور ہر ماہ دیواری قلمی ماہنامہ . . . . . شائع ہوتا ہے۔ اس کی . . . . لائبریری ہے جس میں مفید کتابوں کا ذخیرہ ہے۔ یہ تمام ترقیات اہل خیر مسلم حضرات کی مالی اعانتوں اور امداد سے ہیں (اللہ ان سب حضرات کو جزائے خیر دے آمین)

لیکن انجمن کی بہت ساری ضروریات تشنۂ تکمیل ہیں جن میں لائبریری کی ترقی اور کتابوں کی مزید فراہمی سرِ فہرست ہے۔ طلبہ کے بڑھتے ہوئے شوق مطالعہ اور ان کے روز افزوں جستجوئے کتب سے لائبریری کو اپنی تنگ دامانی کا شکوہ ہے ہم اہل خیر حضرات اور اپنے محسنین و دیگر حضرات پر نگاہ جمائے بیٹھے ہیں۔

اخیر میں ہم جملہ شرکاء بزم مہمانان معظم کی تشریف آوری پر اپنے دل کی گہرائیوں سے ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ ان کے لطف و عنایات اور رہنمائی و دستگیری کا سلسلہ ہم پر تادیر قائم رہے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

خُطبۂ استقبالیہ

ہے دیکھا جب سے یہ میں نے کہ وہ گلشن میں آئے ہیں
خوشی سے چومتا پھرتا ہوں گلشن کے پھولوں کو

گرامی قدر اساتذہ کرام و مہمانان عظام! ہم آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہماری حوصلہ افزائی، دل دہی کے لئے اپنے قیمتی اوقات کی قربانی دی اور ہماری مخلصانہ دعوت کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور جلسہ کو زینت بخشی اس موقع سے شریک بزم ہونیوالے ساتھیوں کا شکریہ ادا نہ کریں تو شاید یہ بہت بڑی خود غرضی اور احسان فراموشی ہو گی کہ انھوں نے نہ صرف ہماری دعوت پر لبیک کہا بلکہ اس بزم آرائی کیلئے حتی المقدور اعانت بھی کی اور یہاں تک تشریف لانیکی زحمت بھی گوارہ فرمائی۔

محترم سامعین! جس طرح چاند اور اس کی صاف و شفاف چاندنی کے تعارف کی ضرورت نہیں ——— جس طرح آسمان پر مسکراتے ہوئے ستاروں کے تعارف کی ضرورت نہیں ——— جس طرح ساکنانِ ارضی کو صبح کا پیغام دینے والے سورج کے تعارف کی ضرورت نہیں ——— جس طرح سمندر کے پُراسرار سکوت اور اس کے گہرائی و گیرائی کے تعارف کی ضرورت نہیں ———

ایسے ہی کچھ ممتاز شخصیتیں ہوتی ہیں۔ کچھ نمایاں چہرے ہوتے ہیں کہ جن کے تعارف کی قطعاً ضرورت نہیں ہوتی۔ عزت مآب عالیجناب حضرت الحاج مولانا عبد اللہ صاحب بستوی مہاجر مدنی اور حضرت مولانا الحاج عبد الحمید صاحب بستوی مدظلہما کی شخصیتیں بھی کچھ ایسی ہی ہیں جن کے تعارف کی چنداں ضرورت نہیں ہے یہ حضرات ہمارے تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔

بلکہ اپنے زہد و تقویٰ علم و فضل اور علمی کارناموں و ملی خدمات کی وجہ سے اہل علم اور عوام و خواص میں متعارف ہیں۔

چہرہ کھلی کتاب ہے عنوان جو بھی دو
جس رخ سے بھی پڑھو گے انھیں جان جاؤ گے

یہ استقبالیہ جلسہ جو اپنی تمام تر رعنائیوں و جلوہ سامانیوں کے ساتھ منعقد ہے دراصل انھیں مہمانان عظام کی مبارک آمد پر منعقد کیا گیا ہے۔ ورنہ ان ایام میں جب کہ امتحان کے قربت کی سوچ کا عفریت ہر طالب علم پر پوری قہرمانیت سے حملہ آور ہے کسی جلسہ آرائی کی سوچ ہی صرف حیرت انگیز ہے بلکہ احمقانہ بھی۔

حاضرین کرام! آج ہم جن عظیم المرتبت اور یگانۂ روزگار ہستیوں کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں وہ اس ملک کی شہرۂ آفاق تنظیم جمعیة علماء ھند کی صوبائی شاخ جمعیۃ علماء اتر پردیش کے نائب صدر رہیں اور اپنے تعمیری کارنامے اور اعلیٰ خدمات کی بناء پر مقبول خاص و عام ہیں۔

ان کے علاوہ حضرت اقدس مولانا عبداللہ صاحب تاؤلی ضلع مظفر نگر میں رہ کر ایک عرصہ تک اپنے علوم سے تشنگان علوم نبویہ کو مستفیض کرتے رہے ہیں آجکل دیار حرم نبوی مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و عظماً میں قیام پذیر ہیں اور اپنی فیاضی نیز علمی، جلالت شان کی وجہ سے مشہور و معروف ہیں۔

دوستو! آج اس پر آشوب دور میں جبکہ الحاد و دھریت ہر چہار طرف عالم میں اپنی فضاء ہموار کر چکی ہے ایسے ناگفتہ بہ حالات میں بھی ہمارے ممدوح دینی و مذہبی سرگرمیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔ تاہم ان حضرات کا یہ سفر بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ لوگ اس مختصر تعارف سے مہمانان عظام کے مقام و مرتبہ سے آشنا ہو گئے ہوں گے۔ آج ہم

ان معزز مہمانوں کو اپنے درمیان دیکھکر اسلاف کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔ اس پُر مسرت موقعہ پر ہمارے دلی جذبات و کیفیات جو بجا طور پر لبریز ہیں۔ انکو ہمارا ناتواں قلم صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنے سے عاجز ہے۔ بس دل کے نہاخانوں میں یہی ایک بات ہے۔

نشہ در بادہ، گہر در صدف و بو در گل
آں قدر لطف نہ دارد کہ تو در خانۂ ما

انجمن کا مقصد قیام اور اس کا پس منظر

مہمانانِ کرام و حاضرینِ جلسہ! حق و باطل کا ٹکراؤ اور باہمی تصادم تو ہر دور کا خاصہ رہا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ طرز، انداز اور طور طریقے مختلف رہے ہیں۔ مگر آج جب کہ اسلام مخالف تحریکیں ہمدردی کا دلفریب لبادہ ڈال کر الحاد و بے دینی کا پرچار کر رہی ہیں اور نئے نئے فتنوں کو جنم دے رہی ہیں اور نت نئے شیطانی فتنے ابل رہے ہیں۔ لہٰذا ایسے پُر آشوب دور کو دیکھ کر یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ ـــــ وہ کون سی قوت ہے جو اس شیطانی مشن کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ اس سوال کا جواب بلاشبہ تاریخی آئینہ میں اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ طاقت میڈیا، صحافت، شیطنت، ہے جو اپنی زود اثر طاقتوں سے ان تحریکوں کو فروغ دے رہی ہے ـــ اسلئے ایسے سنگین حالات میں اسلامی تعلیمات و نظریات کی صحیح ترجمانی کیلئے ان طریقوں کا اختیار کرنا ایک ناگزیر ضرورت ہے اور درحقیقت یہی وہ پس منظر ہے جس کے باعث ان انجمنوں کا قیام عمل میں آیا ہے تاکہ ایسے نوجوان سپوت تیار کیے جا سکیں جو اس میدان میں باطل قوتوں کا منہ توڑ جواب

دے سکیں اور اسلام کے مقدس نصب العین کو ہر فرد بشر تک پہونچانے کا عمل انجام دیں۔ چنانچہ ہماری "انجمن .... طلبہ ضلع .... بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو مذکورہ مقاصد کیلئے ســـہ میں وجود پذیر ہوئی۔

الحمدللہ اب تک کا یہ طویل سفر نہایت خوشگوار رہا ہے اور ماشاءاللہ آج ہمارے پاس مطالعہ کیلئے کتابوں سے بھری ہوئی ..... الماریاں ہیں جو تقریباً ..... کتب پر مشتمل ہیں۔ جس میں علمی، ادبی، تاریخی، درسی، غیر درسی ذخیرے موجود ہیں۔ نیز تحریری مشق کیلئے ایک دیواری قلمی پرچہ .... نامی ہر ماہ شائع ہوتا ہے۔ اسی طرح تقریری مشق کیلئے تقریری پروگرام ہے جو ہر شب جمعہ میں منعقد ہوتا ہے۔

الغرض یہ ہمارے لائحہ عمل اور طریقہ کار ہیں۔ اخیر میں ہم اپنے اساتذۂ کرام و مہمانان عظام اور جملہ ساتھیوں کی اس بزم میں تشریف آوری کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور مہمانان عظام سے نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ یہ التماس کرتے ہیں کہ ہمیں اپنی گرانقدر آراء ونصائح غالیہ سے نوازیں۔ اور کچھ بننے کا راستہ بتائیں۔

"فقط والسلام"

رحمۃ للعالمین

جی ڈی ایف فائل

اکرم فیاضی کاندھلوی
9690357860

قلم اشجار ہوں سارے سمندر روشنائی ہو
مکمل ہو نہیں سکتی مگر سیرت محمدؐ کی

ولی بستوی

الحمدللہ نحمدہٗ ونستعینہ ونستغفرہٗ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ھادی لہ ونشھد ان سیدنا وشفیعنا وحبیبنا وھادینا ومولانا محمدًا عبدہٗ ورسولہ

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ٭ صدق اللہ العظیم۔

تمے دنیا میں بہت پاک مکرم بنکر — کوئی آیا نہ مگر رحمت عالم بنکر

رسالت کو شرف ہے ذات اقدس کے تعلق سے — نبوت ناز کرتی ہے کہ ختم الانبیا تم ہو

کہاں ممکن تمہاری نعت حضرت مختصر ہے — دو عالم کے جو کچھ بھی کہیں اس کے سوا تم ہو

حضرات سامعین کرام ! انس و محبت کے فلسفی آئے ، اخلاق و نظریات کے بڑے بڑے معلم آئے اور وہ سب اپنے اپنے وقت کی ضرورت تھے ، لیکن جب یہ دنیا مادہ پرستی کے عروج پر آئی اور اخلاقی گراوٹ کی وجہ سے جہنم میں گرنے والی تھی تو اس دور کے لئے وہ آخری رسول آیا —— جو ....

انسانی آزادی و مساوات کا اعلیٰ پیکر تھا

آفتابِ صداقت کا آفتاب و ماہتاب تھا —— کیوں کہ ایسے پُر آشوب دور میں اخلاق و روحانیت کا آفتاب اس تاریک دنیا کو بقعۂ نور بنا سکتا تھا ، کفر و شرک کا بادل چھٹ نہیں سکتا تھا اور دیوتا بت پاش پاش نہیں ہو سکتے تھے ،

ضرورت تھی کہ ایسی ہستی اس صداقت کو لیکر آئے جسکی اپنی زندگی اور اس کے رفقہ کا عملی کردار اس صداقت کو ثابت کر دے ۔

اپنی بے لوث —— خدمت سے

استقامت سے

کردار سے

چمنستان دھر میں بارہا روح پرور بہاریں آچکی ہیں ، چرخ مادہ کار نے کبھی کبھی بزم عالم کو اس سر و سامانی سے سجایا کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئیں لیکن وہ ایسی تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیر کہن سالِ دھر نے کروڑوں برس صرف کر دیئے ۔ سیارگان فلک اس دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اس صبح جاں نواز کیلئے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا .

کارکنان قضاء و قدر کی بزم آرائیاں

عناصر کی جدت طرازیاں

ماہ و خورشید کی فروغ انگیزیاں

ابر و باد کی تر دستیاں

عالم قدس کے انفاسِ پاک

توحیدِ ابراہیم ، جمالِ یوسف

معجزہ طرازیٔ موسیٰ جاں نوازِ عیسیٰ —— سب اسلئے تھے کہ یہ سالہائے گراں شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کام آئیں گے ۔

توحید کا غلغلہ اٹھا گلستان سعادت میں بہار آگئی ۔ آفتاب ہدایت کی شعائیں ہر طرف پھیل گئیں .... یعنی یتیم عبداللہ — جگر گوشۂ آمنہ ——

شاہِ حرم ــــ حکمرانِ عرب و فرمانروائے عالم شہنشاہ کونین عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف فرمائے ہوئے عزت اجلال ہوا ــــــــ

اور وہ ہستی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے ۔ جو فخرِ رسل، سیدکل، ہادیِ سُبل، اللہ کا دلبر، کونین کا سرور، ساقی کوثر، شافع محشر، برتر و بالاتر اور انبیاء کرام کا امام ہے ــــ جو حسینوں کا حسین، نازنینوں کا نازنین، ماہ جبین، مرادالمشتاقین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، طٰہٰ و یٰسین، رحمۃ للعٰلمین اور ساری کائنات میں بہترین ہے ــــ جس کے کردار کی عظمتوں پر اس کے حاسدوں کو یقین ہے ۔ جو رہبر و رہنما، بدرالدجیٰ، شمس الضحیٰ، خیرالوریٰ احمد مجتبیٰ، کملی والے مصطفیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔

جو اٹھے تو آسمان کو بلندی مل جائے
جو بیٹھے تو دھرتی کو سکون مل جائے
جو مسکرائے تو ستارے چمکنے لگیں
جو بولے تو عنادل چہکنے لگیں
جس کے لباس کی ادائیں قرآنی آیات بن جائیں
جو چادر اوڑھ کر آئے تو قرآن پکارا ٹھے یاایہا المدثر
جو کمبل اوڑھ کر آئے تو کہا جائے یاایہا المزمل
خلوتوں میں جو صف بصف بھی
جو سر بسجدہ ہو سر بکف بھی
جو عابد بھی ہو اور مجاہد بھی ہو ــــ
جو تاجدارِ فقر و غنا بھی ہو اور رازدارِ جود و سخا بھی
جسکی طلعت سے صبح کو سویرا ملے

جسکی زلفوں کی مستی سے راتوں کو اندھیرا ملے
جسکے شبنم سے جنت مچلنے لگے
جسکے غصے سے دوزخ ابلنے لگے
جسکے قدم اٹھیں تو عرش معلیٰ پر پہونچیں
جسکی انگلی اٹھے تو ماہتاب شق ہو جائے
جسکے ہونٹ ہلیں تو وحی کے پھول جھڑنے لگیں

صلی اللہ علیہ وسلم

روح محبوبیت جان معشوقیت، دونوں عالم میں تم ہی ہو جلوہ فگن
پیکرِ رنگ و بو حسن جام و سبو زینت میکدہ ــــ رونقِ انجمن
کائنات محبت پہ چھائے نہ کیوں، دونوں عالم کو بے خود بنائے نہ کیوں
آپکی روشنی چاند تاروں میں ہے، آپکے تذکرے ہیں چمن در چمن

حضرات گرامی قدر! امام رسل سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر لاکھوں درود و سلام ہو کہ اس کا ہر عمل اور اس کی ہر ادا وحی الٰہی کے اسرار لئے ہوئے ہے اور لاکھوں سلام اس ذات اقدس پر کہ جسکی طلعت سے صدہا سال کی گمراہی ولادینی سے لوگوں کو رہائی ملی ــــ وہ رسولِ امی کہ اللہ اس کا معلم ہے ــــ وحی اس کا مدرسہ ہے ــــ علم اس کی کلی ہے ــــ عدل اس کی کرسی ہے ــــ رحم و کرم اس کا علم ہے ــــ اور صلہ رحمی اس کا درس ہے ۔

وہ ہادی کامل کہ جھکائے اس کے آگے گردِ راہ
وہ رسولِ طاہر و مطہر کہ اس کی دعا سے لوگ سوالی سے ملوک اور عالی سے ملکی ہوئے
وہ مصلح کامل و اکمل کہ اسکی ایک ایک ادا سے کردار عمل کو کمال حاصل ہوا ۔

اور اس کی مساعی سے سارے عالم کے گمراہ اور علم سے محروم علم و آگہی کے امام ہوئے ۔ اور علم و عمل کا وہ کوہ گراں کہ کلام الٰہی اس کیلئے گواہی دے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کہ اس کا ہر عمل سارے عالم کیلئے اسوۂ کاملہ ہے ۔

وہ امامِ رسل کہ معمارِ حرم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا ہے

وہ رسول مکی کہ سارے رسولوں کو اس کے آمد کی خبر دی گئی

وہ رسولِ موعود کہ اس کی آمد سے اہل عالم کیلئے اللہ کا وعدہ مکمل ہوا

وہ موردِ وحی کہ اس کے لیے لوگوں کو حکم ہوا ـــــ مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا یعنی ہر وہ امر کہ جو اللہ کا رسول لوگوں کو دے اس کو لے لو، اور ہر اس امر سے جس سے وہ روکے رک جاؤ ۔

وہ وحی مرسل کہ اس کا اسم گرامی احمد اللہ کا وحی کردہ ہے

وہ احمد مرسل کہ سالہا سال اہل عالم اس کی آمد کیلئے محو دعا رہے

وہ مرد کامل کہ روح اللہ علیہ السلام اس کے مبشر بنکر آئے

وہ لمحہ موعود آکے رہا اور مکہ کی وادی اس کی آمد سے معمور ہو کے رہی ۔

دوستو! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن تعلیمات کا ایک ایک سبق ہماری نجات کا ذریعہ ہے اور اس کی زندگی کا ایک ایک گوشہ ساری انسانیت کے لئے رحمت و برکت ہے ، پتھر کی صلاحیت ختم ہو سکتی ہے ـ پانی کی روانی بند ہو سکتی ہے ـ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین قیامت کی صبح تک باقی رہے گا اور قرآن بانگ دہل اعلان کرتا رہے گا

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

میرے آقا معلم انسانیت ہیں انھوں نے زندگی کے ہر پہلو کو سنوارا اور سجایا ہے اور مثال قائم کر دی ہے کہ .....

اگر تم فاتح ہو تو فاتح مکہ کی سیرت کا مطالعہ کرو !

اگر استاذ ہو تو اصحاب صفہ کے معلم کو دیکھو !

اگر مظلوم ہو تو شعب ابی طالب میں نظر بند پیغمبر کے صبر و سکون کو دیکھو !

اگر تاجر ہو تو تاجر مکہ کو دیکھو !

اگر شاگرد ہو تو حرا کے خلوت نشین کو دیکھو !

اگر شوہر ہو تو امہات المومنین کے شوہر کو دیکھو !

اگر باپ ہو تو حضرت فاطمہ رض کے والد گرامی پر نظر ڈالو ! جسکی سیرت و کردار کا ہر پہلو تا حیات نسل انسانی کیلئے نقش حیات ہے ۔

محمدؐ کے طریقے سے قدم جو بھی ہٹائے گا
کبھی رستہ نہ پائے گا کبھی منزل نہ پائے گا

خلاف پیمبر کسے رہ گزید ※ کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اکرم فیاضی کاندھلوی
9690357860

حضرت شاہ ولی اللہؒ

حیات اور کارنامے

پی ڈی ایف فائل

اکرم ضیاء کاندھلوی
9690357860

زباں بھی کہہ نہیں سکتی قلم بھی لکھ نہیں سکتا
خدانے دوستو اس شخص کو ایسا بنایا تھا،

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء وعلی آلہ واصحابہ ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین

امّا بعد

زباں بھی کہہ نہیں سکتی قلم بھی لکھ نہیں سکتا
خدانے دوستو اس شخص کو ایسا بنایا تھا

معزز اساتذۂ کرام وحاضرین مجلس !

مجھے ایک ایسے عظیم الشان، رفیع المرتبت ہستی پر چند لمحے روشنی ڈالنے کیلئے کہا گیا ہے جس کے بارے میں کم سے کم یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایسے بالغ نظر اور عبقری شخصیت کسی قوم کو روز روز نہیں ملا کرتی۔ اور وہ ہستی ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی۔

دوستو! حقیقت یہ ہے کہ چند منٹ کے ان لمحوں میں مجھ جیسا کم علم، گنگ زبان تو کیا عصر حاضر کے وائل وسحبان بھی حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی شخصیت پر پوری طرح روشنی نہیں ڈال سکتے۔

محترم حضرات ! تاریخ کے اوراق ایسی قدرآور شخصیتوں کے تذکرے اور اخلاص وعمل کے نقرئی چہروں سے ہمیشہ روشن وتابناک رہیں گے۔ جن کی بلند پروازی، بالغ نظری اور جلالت وکردار نے تاریخ انسانی کو نئے نئے زاویے اور نئی نئی جہتیں عطا کیں اور عالمی ادب ولغات کو ایثار واخلاص، قربانی جفاکشی، ہمدردی اور جاں سپاری کا درس دیا اور خواب غفلت میں مست لوگوں کو بیداری کا پیغام سنایا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اس طلائی زنجیر کی ایک سنہری کڑی ہیں جن کو اگر دعوت وعزیمت کا کوہ گراں اور ارشاد وتلقین کا سمندر کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ ان کے اصلاحی وتجدیدی کارناموں کا پلاٹ اتنا وسیع وعریض ہے کہ اس کے سامنے ابن رشد، ابن قیم، ابن تیمیہ کے کارنامے بھی ماند پڑجاتے ہیں ——— شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا شمار عالم اسلام کی عبقری شخصیتوں اور تاریخِ آدم کے جن انسانوں میں ہوتا ہے وہ اپنے دور کے بہترین مفکر تھے ———

زبان وبیان کے جادوگر اور قلم کے بادشاہ تھے !

قوم کی ڈوبتی نیا کے کھیون ہار تھے !

امت مسلمہ کے نباض تھے !

بےکس اور پریشان حال قوم کے غمخوار وہمدرد تھے !

ملک وقوم کے مسیحا تھے !

وہ ایک ایسے ناگفتہ بہ دور میں پیدا ہوئے جب سلطنتِ اسلامی کی بنیادیں اکھڑ رہی تھیں۔ غیر ملکی طاقتوں کی سازشیں وتخریب کاریاں پورے شباب پر تھیں۔ سفید فام انگریزوں کا گویا ایک سمندر تھا جو لہریں لے کر ٹکڑیوں میں بٹے مسلمان حکمرانوں پر یلغار کر رہا تھا۔ اور دہلی کے عیش پرست نااہل حکمران "ہنوز دلی دور است" کا خیالی پلاؤ پکا رہے تھے۔ اور پھر اندرون ملک اس وقت کی تین نوخیز طاقتوں ——— سکھ، جاٹ اور مرہٹوں نے زمین وآسمان ایک کر رکھا تھا ——— لیکن فرزندانِ اسلام کو عیش کوشی، سہولت پسندی اور غفلت شعاری سے بالاتر ہو کر کچھ سوچنے کچھ دفاعی اقدامات کرنیکی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی۔ وہ طاؤس ورباب

چھوڑ کر شمشیر وسنان کا تصور کرتے ہوئے گھبراتے تھے۔ نغموں اور گیتوں کی راگ سے نکل کر بندوقوں کی آنکھ سے آنکھ ملانیکی جرأت ان میں مفقود ہوچکی تھی۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے وقت کی نزاکت محسوس کرتے ہوئے حوادثات کی بڑھتی لہر کو روکنے کی کوشش کی اور ملک وقوم کو فرنگیوں کے تیزی سے بڑھتے ہوئے سیلاب سے خبردار کیا۔ حکومت مغلیہ کے دور اقتدار میں شاہ صاحبؒ کا مجاہدانہ وقائدانہ کردار تاریخ کے کسی موڑ پر بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا

ہندوستان کے طلسماتی ودیوتائی مذاہب اور ہندو دھرم کے دیومالائی فلسفوں۔ مافوق الفطرت مذہبی کرداروں، الف لیلوی نظریات وخیالات کا مسلم معاشرہ پر جو عکس پڑچکا تھا اس کی بیخ کنی اور ازالہ سنسکار کیلئے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جیسی اولوالعزم اور عالی دماغ شخصیت کی ضرورت تھی۔ یہ سرزمین ہند کا ایک خواب تھا جو ۱۷۰۳ء میں شرمندۂ تعبیر ہوگیا۔

میرے دوستو ! یہ تو ایک محدود ملک ہندوستان کی کہانی تھی جہاں اسلام عرب وعجم کے کئی ممالک کا چکر کاٹ کر اور اپنی بہت سی تازگی بالیدگی اور رعنائی کھو کر آیا تھا۔ حیرت تو ہے مصر وشام اعراق وایران جیسے ممالک بلکہ سارے ہی عالم اسلام کا برا حال تھا۔

اسلامی عقائد وافکار کو گھن لگ گئے تھے۔

صحت مند نظریات وخیالات کی جگہ یونانی فلسفوں نے لے لی تھی !

علماء وجہلاء سب ایک ہی میدان میں ننگے کھڑے تھے !

امیر وغریب سب ایک ہی ڈگر پر چل رہے تھے !

سرمایہ دار مزدور اپنی بربادیوں پر ماتم کناں امراء وسلاطین مفلوک الحال

کاشتکاروں کا خون چوس کر اپنی پیاس بجھاتے اور محفلیں گرم کرتے تھے ۔
لیکن کسی گوشہ سے وہ آواز نہ اٹھی جو فاقہ کش مزدوروں و کسانوں کو ذلت و رسوائی کا جوا اتار پھینکنے پر مجبور کردے ، علماء و فقہاء ان مسائل کا کیا حل تلاش کرتے وہ لوگ تو خود الگ الگ ٹکڑیوں میں بٹے ہوئے تھے ۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے ہر سلگتے ہوئے موضوع پر قلم اٹھایا اور ہر مسئلہ کا حل پیش کیا

وہ عقائد ہوں یا عبادات
سیاسیات ہوں یا سماجیات
معاشیات ہوں یا اقتصادیات

خواہ زندگی کا کوئی بھی مسئلہ ہو شاہ صاحبؒ نے زندگی کے ہر پہلو پر سیر حاصل روشنی ڈالی ۔ شاہ صاحبؒ کا سب سے اہم تجدیدی کارنامہ وہ ہے جو ترجمہ قرآن اور اشاعت حدیث کی روپ میں ظاہر ہوا ۔

محترم حضرات ! شاہ ولی اللہ نے سب سے پہلے قرآن کریم کا فارسی میں ترجمہ کیا ۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ شاہ ولی اللہ سے پہلے پورے ہندوستان میں کہیں قرآن کریم کا ترجمہ عربی زبان سے کسی اور زبان میں کسی نے نہیں کیا تھا ۔ شاہ ولی اللہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن کا فارسی میں ترجمہ کیا ۔ اور اس کے بعد ان کے بیٹے شاہ عبدالعزیز نے فارسی میں تفسیر عزیزی لکھی پھر ان کے دوسرے بیٹے شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر نے قرآن پاک کا ترجمہ اردو میں کیا ـــــ آج جتنے بھی برصغیر میں تراجم ہیں ان تمام تراجم کی بنیاد شاہ ولی اللہ کے بیٹوں کے ترجمے پر ہے ۔

میرے دوستو! جو ترجمہ شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین کے

ترجمے سے ملیگا وہی ترجمہ صحیح ہوگا ۔ جو ترجمہ ان ترجموں سے نہیں ملتا ان پرچوں کو متحدہ عرب امارات کی حکومت نے ضبط کرلیا ہے اسلئے کہ ان کا ترجمہ شاہ ولی اللہ کے ترجمے سے نہیں ملتا ۔ یعنی صحیح نہیں ہے ۔

میرے دوستو ! ترجمہ قرآن کے کام کی ابتداء سب سے پہلے ہندوستان میں شاہ ولی اللہ نے کی ـــــ قرآن کا ترجمہ شاہ ولی اللہ نے کیا ۔

حدیث کا علم شاہ ولی اللہ نے پھیلایا
شاہ ولی اللہ نے کیوں پھیلایا ؟

اسلئے کہ شاہ ولی اللہ سمجھتے تھے کہ اگر قرآن و حدیث کے علوم کو پھیلایا نہ گیا تو انگریزی حکومت اسی طرح مستحکم ہوتی رہے گی اور اسلام کمزور ہوجائیگا شاہ ولی اللہ نے ایک کتاب لکھی ہے "حجۃ اللہ البالغہ" علماء جانتے ہیں کہ کہ اسلام کی تاریخ میں اتنی عظیم المرتبت کتاب شاہ ولی اللہ سے پہلے کسی نے نہیں لکھی ۔ شاہ ولی اللہ وہ انسان ہیں جنہوں سب سے پہلے قرآن کریم کی آیات کو لیکر اسلام کا معاشی نظام پیش کیا ۔

اسلام کا اقتصادی نظام پیش کیا ۔
اسلام کا نظام سیاست پیش کیا ۔
اسلام کا طرز معیشت پیش کیا
اسلام کے طلب معاش کا فلسفہ پیش کیا

اور شاہ ولی اللہ کی اس کتاب کو اسٹیلن اور مارکس نے پورے ستر سال بعد چرایا اور ان کے اصولوں کو چرا کر قرآن اور اللہ کا نام ختم کرکے اشتراکیت کا نام دے دیا ۔

شاہ ولی اللہ وہ واحد عالم ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کا معاشی

فلسفہ پیش کیا اور ان کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ، تفہیمات الٰہیہ، فیوض الحرمین، اور دیگر بہت ساری کتابیں ان کے علوم کا جیتا جاگتا ثبوت ہیں۔

میرے دوستو! شاہ ولی اللہ کے بیٹے شاہ عبدالعزیز نے فرقہ اثنا عشریہ کا مقابلہ کیا۔ اور "تحفہ اثنا عشریہ" لکھ کر بتایا کہ شیعوں کا مذہب کس قدر غلط ہے۔ خاندان شاہ ولی اللہی نے سکھوں کی رسموں کیخلاف جہاد کیا۔ ہندؤں کی رسموں کو واشگاف کیا۔ سنہ ۱۷۶۲ء میں شاہ ولی اللہ اس دارفانی سے کوچ کر گئے ـــ مگر آج بھی ان کے افکار وخیالات صحتمند نظریات ہمارے لئے شمع ہدایت اور مشعل راہ ہیں۔

خدا ہمیں توفیق دے کہ ہم بھی شاہ صاحبؒ جیسا عزم وحوصلہ، علم وعمل، ایمان ویقین اپنے اندر پیدا کرسکیں۔

پہونچ سکے تو پہونچ جا تو ماہ و انجم تک
شراب نور سے لبریز ہیں یہ پیمانے

وما علینا الا البلاغ

پی ڈی ایف فائل

اکرم ضیائی کاندھلوی
9690357860

مسلمان پستی میں کیوں؟

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

اقبال رح

اکرم فیامی کاندھلوی
9690357860

الحمد للہ العظیم فی قدرۃ والعزیز فی قہرۃ العالم فی سرہ وجہرہ والصلوۃ والسلام علی محمد والہ واصحابہ اجمعین ، اما بعد

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنتُمُ الاَعلَونَ اِن کُنتُم مُّؤمِنِین

حال دل سننے کو وہ گوش برآواز تو ہیں
دل میں جو گھر کرے وہ الفاظ کہاں سے لاؤں

صدر محترم حاضرین مجلس ! انسانیت کے خرمن پر کئی بار بجلیاں گری ہیں ۔ باغ آدم میں کئی دفعہ آندھیاں آئی ہیں ، وحشیت وبربریت کے ہاتھوں نے بارہا انسانیت کا منھ نوچا ہے ۔

لیکن آگ وخون کا جو کھیل آئے دن آپ دیکھ رہے ہیں شاید کسی نے نہ دیکھا ہو اور یہ طے ہے کہ یہ کھیل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک مسلمان غفلت اور لادینیت کا شکار رہیں گے ۔

حضرات گرامی ! ہر طرف مسلمانوں کی تباہی وبربادی کے گیت گائے جارہے ہیں ہر سمت مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا جارہا ہے ۔ ملک کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جہاں مسلمانوں کی عزت وحرمت محفوظ ہو ۔

ہر طرف لوٹ مار ، رہزنی ، خون ریزی ، کہیں نئی نویلی سہاگنوں کی مانگ کا سندور اجاڑا جارہا ہے ۔

کہیں بچے یتیم کئے جارہے ہیں !

کہیں معصوم کنیاؤں اور باعصمت لڑکیوں کے سروں سے دوپٹے اتارے جارہے ہیں ۔ کہیں معصوم بچوں کے حلقوم پر چھریاں چلائی جارہی ہیں ۔

غرضیکہ زندگی کے ہر میدان پر مسلمان بری طرح پٹ رہا ہے اور سوچ رہا ہے کہ مسلمان پستی میں کیوں ہے؟ —— مسلمان ذلت ورسوائی کی نالیوں میں رینگنے پر مجبور ہے ——

کبھی تو یوں تھا کہ مسلمانوں کی سطوت شوکت کا سکہ چاردانگ عالم میں بیٹھا ہوا تھا ۔

کبھی تو مسلمانوں کی چوتھائی دنیا پر حکمرانی تھی

کبھی تو مسلمانوں کا نام سنکر قیصر وکسریٰ جیسے بادشاہوں کے دل پہلو میں یکلخت ٹھہر جایا کرتے تھے —— کبھی تو مسلمانوں کے صبار فتار گھوڑے ہندوستان اور ترکستان کے دریاؤں میں اترتے تھے ۔

کبھی تو سمندر کی پرآشوب موجیں مسلمانوں کو اپنی چھاتی سے گذر جانے کیلئے راستہ دیدیا کرتی تھیں ۔

کبھی تو مسلمانوں کی تہذیب وتمدن ، معاشرت وکلچر کی ساری دنیا میں تعریف ہوتی تھی

کبھی تو اسلام کے ابدی آدرش واصول کی سراہنا اسلام دشمن طاقتیں بھی کرنے پر مجبور تھیں —— مگر آج کیا بات ہے کہ مسلمان قدم قدم پر ذلیل ورسوا ہورہا ہے اور مسلمانوں کی تہذیب وتمدن کا مذاق اڑایا جارہا ہے آخر کیوں ؟

جو سب کرتے تھے ہنس ہنس کے میرا نغمہ شوق
اب میری شکل سے بیزار نظر آتے ہیں !

اللہ بھی وہی ، اللہ کے لاڈلے رسول کی تعلیمات بھی وہی ۔ اسلام بھی وہی ، اسلام کے قوانین وضوابط بھی وہی ۔ مگر اب ہمارے نالہ دل

میں اثر کیوں نہیں رہا۔ ہماری دعائیں بے اثر کیوں ہو رہی ہیں ؟ ہمارے معصوم بچوں کی جگر دوز چیخیں رنگ کیوں نہیں لاتیں ؟ ہماری مظلوم ماؤں و بہنوں کی سسکیاں آسمان کے دروازے کیوں نہیں کھٹکھٹاتیں ؟ خدائے ذوالجلال وقت کے ابرہوں پر سنگ باری کیلئے ابابیل پرندوں کا لشکر کیوں نہیں اتارتا ؟ ——— اس قسم کی سوچوں نے ہمیں حواس باختہ کر دیا ہے مغربیت کی ترقی کی چکا چوند نے سلف صالحین کے سنہرے نقوش کو ہماری نگاہوں سے اوجھل کر دیا ہے۔ مغربیت کا شوخ و شنگ رنگ ہمارے دلوں میں اتنا گہرا اتر گیا ہے کہ اسلام کا سرمئی رنگ اس کے سامنے پھیکا لگ رہا ہے

مغربیت نے ہماری دینی سوچوں کو اس قدر مفلوج کر دیا ہے کہ جو ہمارے لئے زہر ہلاہل ہے۔ اسے تریاق سمجھنے لگے ہیں۔ ہم اپنی تباہی و بربادی کا سبب اسلامی احکام کو گردانتے ہیں۔ ہمارے دلوں میں یہ بات جما دی گئی ہے کہ اسلام ہماری ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ اگر ہم اسلامی احکام کو پس انداز کر دیں تو دوسری قوموں کی طرح ہم بھی ترقی کر سکتے ہیں، پردہ ترقی کی راہ میں بری طرح حائل ہے۔ اگر ہم بھی یورپ کی طرح زندگی کے میدان میں اپنی عورتوں کو مردوں کے دوش بدوش جدوجہد کیلئے اتار دیں تو بہت جلد ترقی سے ہمکنار ہوں گے۔

اے کاش ہمیں کوئی سمجھائے کہ ہماری انھیں گھناونی سوچوں نے ہمیں کہیں کا نہ چھوڑا ——— ہماری اسی مذہب بیزاری نے ہی ہمیں پستی اور تباہی کی گہری کھائیوں میں ڈھکیل دیا ہے ——— ہماری اسی لادینیت نے ہماری سطوت و شوکت چھین کر ہمیں عضو معطل بنا دیا ہے ——— خدا اور رسول ؐ سے ہماری بیوفائی اور پیمان شکنی نے ہی ہمیں زیر کر کے دنیا کے سامنے گھٹنو بٹھا

دیا ہے ——— تاریخ اس بات کی گواہ ہے واقعات زبان حال سے چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ مسلمان جب تک صحیح معنوں میں مسلمان رہے اور وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا تب تک زندگی کے ہر میدان میں فتح و نصرت سے ہمکنار رہے اور کامیابی قدم چومتی رہی۔ اور جب بھی اللہ اور اس کے رسول ؐ کے حکم کی خلاف ورزی کی تو کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود کمزور دشمن کے ہاتھوں بھی پٹ گئے۔

علامہ اقبال ؒ نے بہت ہی اچھی اور سچی بات کہی ہے

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

اسلام کے غیور فرزندو ! غزوۂ بدر کا واقعہ تو آپ کو یاد ہی ہوگا۔ ایک ہزار کیل کانٹے سے لیس ہو کر کفار کے مقابلہ میں مسلمان کتنے تھے ؟ صرف تین سو تیرہ ! اور وہ بھی بے سرو سامان، کسی کے پاس تیر ہے تلوار نہیں، تلوار ہے تو خنجر نہیں، کسی کسی کے پاس تو کچھ بھی نہ تھا۔ بس خدا کے سہارے لاٹھی و بلم لے کر میدان جنگ میں اتر پڑے تھے۔ وہ بھی کئی کئی دنوں کی فاقہ کشی سے پیٹ پٹختے ہوئے اور جسم لاغر لیکن وہ چٹان کی طرح سچے پکے مسلمان تھے۔ ان کے شریانوں میں مضبوط قوتِ ایمانی موجزن تھی۔ ان کے دلوں میں ایمان و یقین کی وہ شمع جل رہی تھی جسے کفر و ضلالت کے جھونکے ہرگز بجھا نہ سکتے تھے۔ وہ تشنۂ توحید سے سرشار تھے۔ اللہ اور اس کے رسول ؐ کی محبت نے انھیں بیک وقت ایکہزار کفار سے لڑ جانے کا حوصلہ اور عزم عطا کیا تھا۔

کفار کو ناز تھا اپنی کثرت تعداد پر

صف شکن جنگجوؤں پر، فیل تن بہادروں پر۔

وسیع وسائل آلاتِ حرب و ضرب پر۔

وہ مسلمانوں کو لقمۂ تر سمجھ رہے تھے کہ جنگ چھڑی تو مسلمانوں کو کھا جائیں گے مگر مسلمانوں کو یقین تھا خدا کے اس اعلان پر وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ مسلمانوں کو وثوق تھا خدا کے پاک رسول ؐ کے اس پاک ارشاد پر ـــــ کہ مسلمانو! فتح تمہاری ہوگی، خدا کی نصرت تمہارے ساتھ ہے اور

دوستو! تاریخ بتاتی ہے کہ جب تین سو تیرہ حق پرستوں کے مقابل ایک ہزار کفار آئے تو تھوڑی ہی دیر میں حق پرستوں نے ایک ہزار کفار کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھدیا۔ بہت کم کفار جنگ سے بچ کر بھاگ سکے۔ مسلمانوں کی اس حیرت انگیز جیت پر عقلِ انسانی حیران تھی۔ فرطِ حیرت سے تاریخ کے اوراق پھڑپھڑا اٹھے تھے۔ مسلمانوں کی اس ڈرامائی اور حیرت انگیز جیت کو مادہ پرست دنیا مسلمانوں کی جنگی مہارت اور عسکری قابلیت پر محمول کرسکتی ہے۔

مسلمان غالب ہوئے تھے وہ اسلام کی عالمگیر صداقت و حقانیت کی کشش تھی جس نے مسلمانوں کو فتحِ عظیم سے ہمکنار کیا تھا۔

وہ ایمان و یقین کے کوہِ گراں تھے

وہ عزم و استقلال کے پیکر تھے

ان کا ہر فعل اللہ اور اس کے رسول ؐ کے حکم کے عین مطابق تھا۔ کیا مجال تھی کہ اللہ اور اس کے رسول ؐ کے حکم کے خلاف ان سے کوئی فعل سرزد ہو جائے، اسی لئے خدا کی نصرت ان کے ساتھ تھی۔ وہ جہاں بھی جاتے کامیابی ان کے قدم چومتی ـــ

جی ڈی اے ایف فائل

وہ خدا کی نصرت کا ہی بھروسہ تھا کہ جب وہ تین سو تیرہ کی تعداد میں تھے۔ تو پورے کفار عرب کو چیلنج دیدیا۔ اور جب لاکھوں کی تعداد کو پہنچے تو پوری تسخیر کا عزم لیکر اٹھ کھڑے ہو گئے اور ان کے مقابل جو بھی طاقت آئی پاش پاش ہوئی

کیوں؟

اسلئے کہ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى جب تو نے تیر پھینکا تو وہ تو نے نہیں پھینکا بلکہ خدا نے پھینکا۔ اب ظاہر ہے کہ جس کے ساتھ خدائی نصرت ہو اسے پورے دنیا ل کر زیر کرنا چاہے تو نہیں کرسکتی۔ البتہ وہ تنہا خدا کے جلو میں ساری دنیا فتح کرسکتا ہے۔ اور خدائی نصرت اسی کے ساتھ ہوتی ہے۔ جو اس کا مطیع و فرمانبردار ہوتا ہے۔

اللہ تعالٰے نے تو صاف فرمادیا ہے کہ اگر تم میرے اور میرے رسول کے مطیع رہے تو تمہیں غم کرنیکی ضرورت نہیں۔ دین و دنیا میں تمہیں سر بلند رہو گے۔ تم ہی کو زمین کا وارث بنایا جائیگا۔ خلعتِ خلافت سے تمہیں کو سرفراز کیا جائیگا۔ لیکن ذرا بھی تم نے میرے اور میرے رسول کے حکم سے سرتابی کی تو ذلیل و خوار ہو جاؤ گے۔ قدم قدم پر ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ سلطنت و سلطانی چھین لی جائے گی اور دوسری قوموں کو مسندِ اقتدار پر بٹھا دیا جائے گا۔

محترم دوستو! کہیں دور جانیکی ضرورت نہیں۔ غزوۂ بدر کے بعد غزوۂ احد میں دیکھئے۔ مسلمانوں کو جیتی ہوئی جنگ ہارنا پڑی۔ وہ ہمارے لئے

بہت ہی عبرتناک اور سبق آموز ہے۔

غزوۂ احد میں بھی مسلمانوں نے کفار عرب کو شرمناک شکست سے دوچار کر دیا ہے تمام کفار جنگ سے منھ موڑ کر سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ رہے تھے۔ ان کی سراسیمگی اور بدحواسی کا یہ عالم تھا کہ انھیں بھاگتے ہوئے بیوی بچوں کا بھی خیال نہ تھا۔ کچھ مسلمان بھاگ رہے کفار کا تعاقب کر رہے تھے۔ اور کچھ مسلمان مال غنیمت سمیٹنے میں مصروف تھے کہ یکایک جنگ کا نقشہ پلٹ گیا۔ ہوا یوں کہ عینین نامی جس پہاڑی پر حضورؐ نے اپنے تیراندازوں کو تعینات کیا تھا۔ اس پہاڑی کو تیر اندازوں نے دیکھ کر چھوڑ دیا تھا کہ اب تو کفار نے مکمل طور پر اپنی شکست تسلیم کر لی ہے۔ اور دم دبا کر بھاگ رہے ہیں۔ اسلئے اب پہاڑی پر رہنا ضروری نہیں۔

حالانکہ حضورؐ نے تاکید کی تھی کہ پہاڑی کو کسی قیمت پر نہ چھوڑنا ــــ کفار کو ہزیمت ہو اور میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں جب بھی پہاڑی مت چھوڑنا۔ جب تک میں حکم نہ دوں اپنی جگہوں سے ہلنا بھی مت۔

اور تیراندازوں کی کمان حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کے ہاتھوں میں دی تھی اور ان کے ماتحت تیراندازوں کو یہ حکم دیا تھا کہ اپنے قائد کی باتوں کو ماننا ــــ اپنے کمانڈر کے اشاروں کو حکم کا درجہ دینا۔ مگر جب تیراندازوں نے دیکھا کہ کفار شکست کھا کر بھاگ رہے ہیں اور مسلمان مال غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے ہیں تو یہ سمجھ کر پہاڑی سے نیچے اتر آئے کہ اب تو پہاڑی پر رہنے کا کوئی معنی نہیں رہ جاتا۔ اب تو کفار نے مکمل ہار تسلیم کر لی ہے۔ اور پہاڑی سے اتر کر مال غنیمت سمیٹنے لگے۔ ان کے قائد حضرت عبداللہ بن جبیرؓ نے انھیں پہاڑی سے اترنے سے بہت روکا حضورؐ کے حکم کی دہائی دی۔ مگر ظاہری فتح کا نشہ ان پر ایسا طاری ہوا کہ اپنے کمانڈر کے حکم کو بھی پس پشت ڈال دیا۔

حضرت عبداللہ بن جبیرؓ اور ان کے ساتھ صرف اور صرف نو تیرانداز پہاڑی پر باقی رہ گئے تھے بقیہ سب پہاڑی سے اتر کر مال غنیمت سمیٹنے میں لگ گئے تھے حضرت خالد بن ولید جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے دور سے جب دیکھا کہ پہاڑی پر گنتی کے چند تیرانداز رہ گئے ہیں تو اپنے بھگوڑے فوجیوں کو یکجا کر کے اس پہاڑی پر حملہ کر دیا۔ بیچارے گنے چنے نو تیرانداز کہاں تک لڑتے! لڑتے لڑتے تھوڑی ہی دیر میں شہید ہو گئے۔

اب خالد کیلئے میدان بالکل صاف تھا۔ انھوں نے پہاڑی کے راستے سے اِدھر اُدھر بکھرے مسلمانوں پر اتنا شدید حملہ کیا کہ مسلمان اس اچانک حملے کی تاب نہ لا سکے اور کفار کے ہاتھوں شہید ہو کر گرنے لگے۔

تھوڑی ہی دیر میں بہت سارے مسلمان شہید ہو گئے اور بہت سے جان بچا کر بھاگ نکلے ــــ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شدید طور پر زخمی ہوئے۔ جیتی ہوئی جنگ شکست میں تبدیل ہونے لگی مسلمان اس بری طرح پٹ جائیں گے۔ مسلمانوں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

دانشوران عظام! غزوۂ احد میں مسلمانوں کو جو جیتی ہوئی جنگ ہارنا پڑی تھی اسے جنگی تجزیہ نگار حضرت خالد کی جنگی چالوں اور مسلمانوں کی ناعاقبت اندیشیوں کا نتیجہ گردان سکتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ غزوۂ احد میں مسلمانوں کو جو مار کھانا پڑی وہ مسلمان تیراندازوں کی آقائے مدینہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو بھلائے جانے کا نتیجہ تھی۔ انھوں نے قائد اعظم کے فرمان کو فراموش کر دیا تھا۔ مسلمان تیراندازوں کی اس حرکت کو سرتابی اور حکم عدولی کا نام نہیں دیا جا سکتا ــــ صرف بھول اور ناسمجھی ہی تعبیر کیا جا سکتا ہے اس کے باوجود خدائے ذوالجلال نے انکو بھول اور ناسمجھی کی سزا سارے مسلمانوں کو دے کر آگے آنیوالے مسلمانوں کو یہ بھی باور کرا دیا کہ

دیکھو اگر تم میرے اور میرے رسول کے احکام کو بھلاؤ گے تو اسی طرح ذلیل و خوار ہو گے دنیا تمہیں اسی طرح ٹھوکر مار دے گی۔ اور تم صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح کاٹ کر پھینک دیئے جاؤ گے۔

خبردار! میرے حکم کی خلاف ورزی بھول کر نہ کرنا اور میرے رسولؐ کے حکم کو بھول کر بھی نظرانداز نہ کرنا وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ گھبرانیکی بات نہیں۔ اگر تم صحیح معنوں میں مسلمان رہے تو تمہیں سربلند رہو گے۔ عزت و عظمت تمہیں ہی عطا کی جائے گی۔ سطوت و شوکت سے تمہیں ہی سرفراز کیا جائے گا۔ مگر ایک بات یاد رکھو اگر میرے حبیب محمد عربیؐ کے حکم کو ذرا بھی نظرانداز کرو گے تو غزوۂ احد کے مسلمانوں کی طرح مار کھاؤ گے۔

تمہاری فتح کی کثرت اور وسیع وسائل آلاتِ حرب و ضرب نہیں ہیں۔ تمہاری شکست کا سبب تمہاری تعداد کی قلت اور جنگی اسلحہ جات کی کمی نہیں ہے۔ بلکہ حکم رسول سے سرتابی ہے۔ جو اپنے رہبر کی باتوں پر عمل نہیں کرتا ہے اس کا انجام یہی ہوتا ہے۔ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ

اگر میری نصرت شامل حال ہو گی تو قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود خود سے کئی گنا لشکر کو زیر کر لو گے۔ غزوۂ بدر کو دیکھو کہ تم کتنے تھوڑے تھے۔ بالکل آٹے میں نمک کے برابر مگر میں نے تمہیں فتح عطا کی اور کفار کے دلوں میں تمہاری ہیبت بٹھا دی۔

اور

غزوۂ حنین کو دیکھو بت پرستوں کے مقابلہ میں تمہاری تعداد کتنی زیادہ تھی تمہارے وسائل بھی وسیع تھے۔ تمہارے صف شکن جنگجو بھی زیادہ تھے۔ تمہارے حضرت خالد بن ولیدؓ جیسے عالی دماغ سالار بھی زیادہ تھے۔ اور تمہاری سب سے بڑی قوت میرے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت تھی۔ اور بت پرست تمہارے

بالمقابل آٹے میں نمک کے برابر تھے۔ ان کے پاس فوج بھی کم تھی۔ اسلحے بھی کم تھے۔ وسائل بھی محدود تھے۔ قائدانہ صلاحیت والے سالار بھی کم تھے۔

مگر ابتدا میں تم ان بت پرستوں سے شکست کھا کر اس بری طرح بھاگے کہ اپنے پیارے رسولؐ کو بھی انداز کر دیا۔ ابتدا میں ایسا کیوں ہوا تھا تم شکست کھا کر کیوں بھاگ گئے تھے؟ اسلئے کہ تمہیں اپنی کثرت تعداد پر غرور ہو گیا تھا۔ تم اپنی آدمیوں کی کثرت پر ناز کر بیٹھے تھے۔ تم وسیع وسائل آلات حرب و ضرب کو فتح کا ضامن سمجھ بیٹھے تھے۔ اور میری نصرت کو بھول بیٹھے تھے اور میں تمہیں تھوڑی سی چوٹ دیکر تمہیں باور کرانا چاہتا تھا کہ بغیر میری نصرت کے تم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ مگر تمہیں اپنی لغزشوں کا علم ہوا اور اپنی غلطیوں سے تائب ہوتے تو دیکھتے ہی دیکھتے میں نے تمہیں فتح عظیم سے ہمکنار کیا۔

حضرات گرامی! آج ہم دنیا میں لاکھوں نہیں کروڑوں نہیں، اربوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ مگر دنیا کی نگاہوں میں ہماری کوئی وقعت نہیں دنیا کے بساط پر ہم شطرنج کے مہرے کیطرح ہیں۔ زمانہ کی دہلیز پر ہماری حیثیت دریوزہ گر کی سی ہے۔ اور ہماری یہ حالت اسلئے ہوئی کہ ہم نے خدا سے پیمان شکنی کی۔ اس کے حکم کو توڑا۔ اس کے فرمان کو نظرانداز کیا اور اس کے لاڈلے رسولؐ کی تعلیمات کو طاق نسیان میں ڈالدیا۔

ہم جیسے مجرموں اور گنہگاروں کو جو بھی سزا ملے کم ہے۔ قرون اولیٰ کے مسلمان جس وقت شہر بشہر ملک بملک فتح کرتے برق رفتاری سے آگے بڑھ رہے تھے اور دنیا ان کے قدموں میں جھکتی آ رہی تھی اس وقت انکی تعداد اس وقت کے مسلمانوں کی تعداد کے اعتبار سے دو فیصد بھی نہ تھی۔ اس کے باوجود ساری دنیا ان کا نام سنکر کانپتی تھی اور وہ جہاں بھی جاتے اسلام کی عالمگیر صداقت اور اپنے بلند

اخلاق وکردار کی گہری چھاپ چھوڑ جاتے لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ کی حقانیت نے ان کے اندر ایسی کشش پیدا کردی تھی کہ جو کوئی بھی ان کی طرف نگاہ اٹھاتا وہ یوں محسوس کرتا گویا وہ تقوی، صداقت اور پاکیزگی کو مجسم دیکھ رہا ہے وہ اَن پڑھ مفلس، فاقہ کش، پشمینہ پوش اور بوریا نشین ہوتے مگر ان کی ہیبت دلوں میں ایسی بیٹھتی کہ بڑے بڑے شان وشوکت والے فرماں رواؤں کو نصیب نہ تھی ۔ ایک مسلمان کا وجود گویا ایک آفتاب تھا ۔ مدھر وہ جاتا اسکی روشنی اطراف واکناف میں پھیل جاتی اور اس چراغ سے سیکڑوں ہزاروں چراغ روشن ہوجاتے پھر جو اس روشنی کو قبول نہ کرتا اور اس سے ٹکرانیکی جرأت کرتا تو اسکو جلا دینے اور فنا کردینے کی قوت بھی اس میں موجود تھی ۔

معزز حاضرین ! اسلامی نام رکھنے اور گنی چنی اسلامی رسمیں ادا کرلینے اور گائے کا گوشت کھانے سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہوتا ۔ اسلام اطاعت اور فرماں برداری کا نام ہے اور مسلمان ہونیکا مطلب خود سپرد کرنا ہے ۔ مسلمان وہ ہے جس کے قلب میں کلمۂ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی حقیقت اس قدر جاں گزیں ہوجاتے کہ اس دل ودماغ پر اسی کا غلبہ ہو دل ودماغ سب پر اسی کا تسلط ہو کلمہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو زبان سے ادا کرنیکا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ ہماری روح اس کے معنوی قالب میں ڈھل جائے، ہماری زندگی میں انقلاب آجائے ہماری زندگی میں غیراللہ کا قانون نام کا بھی باقی نہ رہے، ہمارے دلوں میں غیراللہ کا خوف نہ آئے ۔ ہماری رگ رگ میں تقویٰ کی روح سرایت کرجائے ۔ ہماری محبت اور بغض اللہ کیلئے ہو ۔

اللہ کے سوا کسی اور کے آگے ہمارا ہاتھ نہ پھیلے ۔ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے آگے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کے سوا ہمارا کوئی قول اور فعل نہ ہو ۔ جب ایسا ہو

تو ہماری قوت صرف اپنے نفس اور جسم کی قوت نہ ہوگی بلکہ اس احکم الحاکمین کی قوت ہوگی جس کے سامنے سارے جہان کی ہر چیز طوعاً وکرہاً سربسجود ہے ۔ اور ہماری ذات اس نورالسمٰوت والارض کے جلوؤں سے معمور ہوجائیگی جو تمام عالم کا حقیقی محبوب ہے ۔

حضرات گرامی ! اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہمیں علوم فنون اور مادی وسائل کی جائز اہمیت سے انکار ہے ۔ علوم وفنون اور مادی وسائل بھی خاصی اہمیت کے حامل ہیں ۔ مگر مسلمانوں کیلئے یہ چیزیں دوسرے درجے کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ مسلمانوں کیلئے سب سے پہلے ضروری ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں اور آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کریں ۔ پھر دیکھنا ہمارے خزاں رسیدہ چمن میں انشاءاللہ ایک بار پھر بہار آجائے گی اور آرزوؤں کی ہر کلی یکایک کھل کھلا کر ہنس پڑے گی ۔

مسلمانو اٹھو قرآں کی عظمت کو بچاؤ جہانِ بے اماں کو حقانیت کے راز سمجھاؤ
زمانہ آج بھی قرآں ہی سے فیض پائیگا مٹے گی ظلمتِ شب اور سورج جگمگائیگا

وما علینا الا البلاغ

بخاری ایف فائل

الکرم فیاضی کاندھلوی

9690357860

مردِ مومن کا مقام

اور

اس کا کردار

جی ڈی ایف فائل

اکرم فیاضی کاندھلوی
9690357860

عالم ہے فقط مومنِ جانباز کی میراث
مومن نہیں جو صاحبِ لولاک نہیں ہے

اقبالؒ

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والعاقبۃ للمتقین وعلیٰ آلہٖ و
اصحابہٖ اجمعین اما بعد

نقطۂ پرکارِ حق مردِ خدا کا یقین
اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز

صدرِ محترم معزز سامعین اور عزیز ساتھیو! ایمان و یقین کی صحیح لذت سے ناآشنا اور مردِ مومن کی بلند و برتر صفات سے تہی داماں ایک شخص کے ذمہ یہ کام سونپا گیا ہے کہ وہ مردِ مومن کے مقام و کردار کی تشریح کرے۔ قریب تھا کہ اپنی اس ذمہ داری کا جوا اپنے سر سے اتار پھینکتا کہ اقبال کی خودی نے مجھے تھام لیا اور یہ ایمانی خودی ہی کا کرشمہ ہے کہ اس بارِ گراں کو اٹھائے کھڑا ہوا۔

حضرات سامعین کرام! مردِ مومن اس عالمِ رنگ و بو کی سب سے عظیم صداقت ہے۔ یہ پوری کائنات وہم و تخیل مجاز و کنایہ کا ایک طلسم ہے۔ حقیقت صرف مردِ مومن کی ہستی ہے۔ اس کے وجود میں ایمان و یقین کی وہ قوت و طاقت پوشیدہ ہے۔ جو اسے ساری دنیا سے امتیاز بخشتی ہے۔ وہ آفاقی اور عالمی ہے۔ قومیت و وطنیت اور رنگ و نسل اس کے دائرۂ وجود سے باہر کی چیزیں ہیں۔ اس کی زبان ہمیشہ یہ صداقت بلند کرتی ہے۔ ؎

کہ...... ہو قید مقامی تو نتیجہ ہے تباہی
وہ بحر میں آزاد وطن صورتِ ماہی

مردِ مومن کا ایمانی وجود حیاتِ انسانی کے اسرار کا ایک سربستہ راز ہے عالم کی بقا کیلئے اس کا وجود ایک لازمہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ انسانی زندگی

اس کے بغیر ادھوری ہے۔ کائنات کی بقاء کیلئے اس کا وجود اور اس کا پھلنا پھولنا پروان چڑھنا ضروری ہے۔

اگر مومن نہ ہو تو انبیاء کرام کا پیام زندگی اور بلند مقاصد ضائع ہو جائیں۔ اور انکے وجود عالم میں راز سربستہ بنکر رہ جائیں۔ اس مردِ مومن کا وجود و بقاء اس عالم میں وہی حیثیت رکھتا ہے جو حیثیت آفتاب و ماہتاب کی ہے اور ان روشن ستاروں کی نسلیں اور روایتیں پیدا ہونگی اور فنا ہوں گی آبادیاں ویران ہوں گی۔ اور ویرانے آباد، حکومتیں بنیں گی اور مٹیں گی۔ ایک تمدن و تہذیب کی جگہ دوسری تہذیب لے لے گی لیکن مردِ مومن کا وجود ہمیشہ باقی رہے گا۔ مردِ مومن زندۂ جاوید ہستی ہے۔ اس لئے وہ اپنے پاس ایک زندۂ جاوید پیام رکھتا ہے۔ اس کے سینے میں ایک زندۂ جاوید امانت ہے۔ اور اس کی زندگی خدائے وحدۂ لاشریک کے بھیجے ہوئے دین کیلئے وقف ہے۔

مٹ نہیں سکتا مردِ مسلماں کہ ہے
اس کی اذانوں سے فاش سرِ کلیم و خلیل

محترم حاضرین! ہمیں آگے بڑھکر یہ کہنے کا حق ہے کہ اس وسیع کائنات کا مقصد صرف مردِ مومن کا وجود ہے عالم کا وجود اس کیلئے ہے اسی حقیقت کو تو۔ لَولاکَ لَمَا خلقتُ الافلاک میں اجاگر کیا گیا ہے۔ اور کیا خوب صداقت کی عکاسی کی ہے شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے

کہ عالم ہے فقط مومن جانباز کی میراث
مومن نہیں جو صاحب لولاک نہیں ہے

مردِ مومن اس کائنات میں خدا کا خلیفہ اور نائب ہے۔ اس لئے وہ اس خلافت کو بروئے کار لانے کا ذمیدار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مردِ مومن ہوا کے رخ پر

نہیں چلتا۔ وہ اسلئے پیدا کیا گیا ہے کہ بہتے ہوئے دھارے کا رخ پھیر دے۔ تہذیب و تمدن اور معاشرہ کا رخ اگر غلط ہے انسانیت کی گاڑی اگر غار میں گر رہی ہے اور شیطانی قوتیں اسے تیزی سے ڈھکیل رہی ہیں تو اس کا فریضہ ہے کہ علم بغاوت بلند کر کے زمانہ کا رخ پھیر دے "چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی" کا نظریہ مردِ مومن کو زیب نہیں دیتا۔ وہ تو کہتا ہے

حدیث کم نظراں تو بازمانہ بساز
زمانہ باتو نہ سازد تو بازمانہ ستیز

ایک مومن زندگی کی غلط قدروں کے ساتھ مصالحت نہیں کرتا بلکہ وہ زندگی کے فاسد قدروں سے نبرد آزمائی کرتا ہے۔ اس کا کام حیات انسانی کی بگڑتی ہوئی قدروں کی اصلاح ہے۔ اس سلسلہ میں اسے تخریب سے بھی کام لینا پڑے تو صحیح ہے ـــــ اس کی آواز یہ ہوتی ہے۔

کہ ... ہو صداقت کیلئے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکر خاکی میں جاں پیدا کرے
پھونک ڈالے یہ زمین و آسماں مستعار
اور خاکستر سے آپ اپنا جہاں پیدا کرے

سامعین کرام! مومن خود تقدیر الٰہی ہے۔ وہ جہد و عمل اور خودی کی بلندی سے خود اپنی تقدیر بناتا ہے۔ حالات کے سامنے سپر اندازی اور مصائب و مشکلات کے سامنے سر جھکا دینا کبھی بھی اس کا شیوہ نہیں ہوتا۔

کیونکہ ... کافر ہے تو ہے تابعِ تقدیر مسلماں
مومن ہے تو آپ ہی تقدیر ہے اپنی

تاریخ عالم کا ہر صالح انقلاب مردِ مومن کا رہینِ منت ہے۔ اسکی پکار پیغام

زندگی ہے اور اس اذان کا حامل ہے کہ جس نے چودہ سو سال پہلے فاران کی چوٹیوں سے بلند ہو کر دنیا کو جگا دیا تھا آج بھی وہ اگر روحِ بلالی کے ساتھ اذان دے ڈالے تو مردہ انسانیت کی رگوں میں زندگی کا تازہ خون رواں دواں ہو جائے۔

یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی امروز
نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

مردِ مومن کا دل ہر دو جہاں سے غنی ہے۔ وہ خاکی ہے لیکن اس کی سرشت اور نہاد نوری ہے۔ وہ مٹی کا پتلا ہے لیکن صفات الٰہیہ سے آراستہ ہے۔ اس کے ہاتھ میں کائنات ذرہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتا لیکن اس کے ذریعہ اللہ کی کارآفرینی، کارکشائی اور کارسازی کا ظہور ہوتا ہے۔

اسلئے بندۂ مومن کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے
وہ ذوقِ خدائی سے مالا مال ہے
صحرا و دریا اس کی ایک ٹھوکر سے دو نیم ہو جایا کرتے ہیں۔
پہاڑ اس کی ہیبت سے سمٹ کر راہ بن جاتا ہے۔
لذتِ آشنائی نے اسے دو عالم سے مستغنی کر دیا ہے۔

مومن کا مقصد نہ کشور کشائی ہے اور نہ مالِ غنیمت کا حصول ___ وہ تو صدا راہِ حق میں جہاد کرتے ہوئے شہادت کا طلبگار رہتا ہے۔ مومن کی پوشیدہ طاقتوں اور اسکی نگاہ کی کرشمہ سازیوں کا اندازہ یہ کائنات نہیں کر سکتی ہے

کون اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

حاضرینِ عظام! میں مردِ مومن کے کردار کو بیان نہیں کروں گا لیکن اس کے کردار کی دہائی دے کر آپ سے کہوں گا کہ

مسلمان مومنو! ______ تم انسانیت کے نگراں ہو
کمزوروں کے پاسباں ہو
لیکن تم ہی کیوں سو رہے ہو؟
تمہارے سمندر میں سکونِ صحرا کیوں؟

تم میں تلاطم کیوں نہیں پیدا ہوتا؟ ____ تم کو چاہیئے تھا کہ تم ____ کائنات کی وسعتوں میں پھیل جاؤ۔ تمہاری روح کا وجود دینی و مذہبی ہے۔ اس لئے تمھیں ایک ہاتھ میں خدا کا کلام اور دوسرے میں تیغ بے نیام لیکر اٹھنا چاہیئے اسلئے کہ دونوں کا اجتماع ہی انسانیت کی سعادت ہے۔

اے مسلمانو! تم ناموسِ ازل کے امین و پاسباں اور خدائے لم یزل کے راز داں ہو، تیرا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے۔ تیری اٹھان مٹی سے ہے لیکن تجھ ہی سے اس عالم کا وجود و بقا متعلق ہے۔

میخانۂ یقین کے جام چڑھا اور بستیوں سے باہر آ!

اے حرم کے پاسبانو! اے کعبہ کے معمارو! اے ابراہیمؑ کے فرزندو! اپنی نیند سے بیدار ہو اور ایک بار پھر دنیا کی تعمیر کیلئے اٹھو!

اے مومنو! اس کائنات کے تمام مناظر و مظاہر تمام اجرام و اجسام ارضی زوال آمادہ ہیں۔ لیکن تم ان کے دوران جاوداں ہو ___ تمہارے ارد گرد کی ہر شے تمہارے تابع اور ماتحت ہے لیکن تم نے اپنے کو پہچانا نہیں۔ تم دنیا کے پیچھے کب تک چلتے رہو گے ___ یا تو اسے ٹھکرا دو یا پھر اسے اپنے آگے جھکا دو! درمیان کی راہ کوئی راہ نہیں

ہر شے مسافر ہر چیز راہی — کیا چاند تارے کیا مرغ و ماہی
تو مرد میداں تو میر لشکر — نوری حضوری تیرے سپاہی
کچھ قدر تو نے اپنی نہ جانی! — یہ بے سوادی یہ کم نگاہی!
دنیا بے دروں کی کب تک غلامی — مارا ہی بیچر کر یا بادشاہی

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

9690357860